رجسٹرڈ نمبر ف ۶۷
REGD NO P. 67.

اخبار احمدیہ

قادیان یکم نومبر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۶ اکتوبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کو حرارت تو نہیں لیکن ضعف ابھی چل رہا ہے

احباب جماعت توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

• محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا پچھلے دنوں لاہور میں پتہ کا اپریشن ہوا تھا۔ احباب خاص توجہ اور درد کے ساتھ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے مسلسل صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

• محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور خیریت کے ساتھ دارالامان واپس لائے۔ آمین

طبقاتی کشمکش صرف اسلام ہی دُور کر سکتا ہے

از مکرم عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے

انیسویں صدی کے وسط میں اشتراکی نظام یورپ کے بعض ملکوں میں سرمایہ داری اور آمریت کے خلاف شدید ردِ عمل کے طور پر ظاہر ہوا۔ یہ ردِ عمل اتنا شدید تھا کہ روس میں صدیوں کی بادشاہت اور جرمنی میں آمریت کی گرفت اس کے نتیجہ کے طور پر نہ صرف تباہ ہو گئی بلکہ اس کا اثر دوسرے ملکوں میں بھی ظاہر ہوا۔ چنانچہ انگلستان میں ۱۸۴۸ء میں صنعتی انقلاب چلا اور وہاں معاشی طور پر ایک نچلا طبقہ آہستہ آہستہ ابھرنا شروع ہوا۔ یہ طبقہ مزدوروں کی تنظیم یا Labour organization کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ تنظیم پہلے پہل تو معمولی درجہ پر تھی۔ پھر اس کی شاخیں دیگر ممالک میں پھیلنی شروع ہوئیں اور آج صرف یورپ میں ہی روس کے علاوہ سنگری، زیکوسلواکیہ اور پولینڈ جیسے ممالک میں یہ آہنی تنظیم موجود ہے اور اس کے اثرات دنیا کے دیگر ممالک میں بھی پھیل رہے ہیں۔ اس تحریک کا آغاز کیوں اور کن وجوہات کی بنا پر ہوا؟ یہ ایک ہمہ گیر سوال ہے جس پر اب تک درجنوں کتب اور رسائل تصنیف کئے جا چکے ہیں مگر کارل مارکس جو اس فلسفہ کا بانی تھا اپنے نظریات اس مفروضہ پر قائم کرتا ہے کہ

> "اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ تاریخ درحقیقت دو قسم کے طبقات کی آویزش کا نام ہے۔ آزاد اور غلام۔ زمیندار اور کاشتکار۔ اور ظالم اور مظلوم ہمیشہ آپس میں دست و گریباں رہے ہیں۔ ان کی جنگ کبھی علانیہ ہوئی ہے اور کبھی خفیہ۔ اور اس جنگ کے نتیجے میں یا تو معاشرہ ایک کامل انقلاب کی زد میں آگیا ہے اور یا پھر جنگ کرنے والے دونوں طبقے پس کر رہ گئے ہیں۔"
>
> (کمیونسٹ مینی فیسٹو پیرا ۲۱)

مارکس اس جنگ کو ختم کرنے کا طریق یہ بتاتا ہے کہ ہم ایسا نظام قائم کریں جس میں یہ طبقے سرے سے موجود ہی نہ رہیں۔ جب "سرمایہ اور مزدور" باقی نہ رہیں گے تو یہ جنگ بھی نہ رہے گی اور اس طرح دنیا کو امن نصیب ہوگا۔

بظاہر یہ حل معقول نظر آتا ہے۔ اور انسان خیال کرتا ہے کہ ممکن ہے کوئی ایسا نظام عمل میں آسکے جس میں اس قسم کی کشمکش باقی نہ رہے۔ لیکن اگر انسانی فطرت کا جائزہ لیا جاوے اور ایک ملک تو کیا صرف ایک خاندان کے افراد کی صلاحیتوں کو ہی بنظر دیکھا جاوے تو یہ تمام خیالی نہ صرف ایک سراب نظر آتی ہے بلکہ یہ نظریہ فطرت کے خلاف نظر آتا ہے۔ ایک ہی خاندان میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص صحت مند اور ہوشیار ہے تو کوئی بیمار اور معذور ہے۔ کوئی جسمانی لحاظ سے طاقتور ہے تو کوئی ذہنی طور پر سمجھدار اور ذہین ہے مگر صحت کے اعتبار سے کمزور ہے۔ غرض کہ بیسیوں قسم کے ذہنی اور جسمانی اختلافات ایک ہی خاندان کے افراد میں موجود ہوتے ہیں مگر ان صلاحیتوں کے تفاوت کو مٹانے کا یہ طریق نہیں کہ خاندان کو ہی ختم کر دیا جاوے۔ یا یہ کہ ہر شخص سے اس کی قوتِ ارادی چھین کر سب کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانک دیا جاوے بلکہ فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق جد و جہد کرے اور پھر یہ کہ وہ اپنی جد و جہد کا پھل بھی کھائے۔ اگر ہم جد و جہد کرنے والے سے اس کا پھل چھین لیں گے تو نہ صرف وہ جد و جہد ہی نہیں کرے گا بلکہ وہ شخص کیا کوئی دوسرا شخص بھی اس میدان میں آنے کی کوشش نہیں کرے گا البتہ یہ امر بالکل معقول ہے کہ جد و جہد جائز ذریعہ سے کی جاوے۔ اور نہ صرف جائز اور مستحسن ذرائع ہی کام میں لائے جائیں۔ اسلام کے حکم کے مطابق ان جائز ذرائع سے حاصل ہونے والے پھلوں میں اُن لوگوں کا بھی حصہ مقرر کیا جائے جو کسی مجبوری کے ماتحت ان ذرائع کو کام میں نہیں لا سکتے۔ یہی سپرٹ صحیح معاشرہ قائم کرتی ہے اور معاشرہ میں "عمل اور پھل کے" توازن کو قائم رکھتی ہے۔

مگر مارکس اور اینجلز نے جو مفروضہ تسلیم کیا وہ نہ صرف فطرت کے صریح خلاف تھا بلکہ تاریخ کے بھی بالکل برعکس ہے۔ تاریخ میں کوئی عالمگیر جنگ "طبقاتی کشمکش" کے نتیجے میں ہرگز نہیں ہوئی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر کہیں غلاموں اور پسماندہ طبقہ کے افراد کو سہارا دیا گیا ہے یا اُن کے مفاد کی خاطر جد و جہد کی گئی ہے تو وہ ان لوگوں کی طرف سے کی گئی ہے جو غلام اور پسماندہ نہیں تھے بلکہ فقط خدا ترسی اور نیک نیتی سے اُن کے لئے دلی ہمدردی رکھتے تھے امریکہ میں ابراہام لنکن اور براؤن جیسے لوگوں نے غلاموں کے مفاد کو سہارا دیا اور اُن کی خاطر خود اپنے ہم وطنوں سے برسرِ پیکار ہوئے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف غلاموں کی آزادی کا حکم دیا بلکہ آپ نے اپنے غلاموں میں محبت اور وفاداری کی ایسی روح پھونکی کہ انہوں نے انتہائی خوشی اور سکینتِ قلب کے ساتھ اسلام کی خاطر انتہائی قربانیاں دیں۔ ہمیں دنیا کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا جس میں دو یا دو سے زیادہ ممالک کے "غلام" یا "مزدور" ایک جگہ اکٹھے ہو گئے ہوں اور انہوں نے ایک تیسرے ملک کے سرمایہ دار طبقہ کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا ہو۔۔۔ خود ہندوستان میں اچھوت اقوام لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں مگر ہندوستان کا مشہور مؤرخ پروفیسر برج نرائن لکھتا ہے:۔

> "تاریخ اس چیز کا نام ہے کہ دو طبقات آپس میں جنگ کریں یا اقتصادی بنیادوں پر ایک دوسرے

(باقی صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے واما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب زیادہ سے زیادہ ارضِ مقدسہ

قادیان دارالامان پہنچ کر روحانی فوائد حاصل کریں

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن [illegible]

مذہبی نقطۂ نگاہ سے دنیا کی تاریخ کا خلاصہ دو لفظ ہیں۔ ظلمت اور نور۔ ظلمت سے مراد وہ زمانہ ہے جب بنی نوع انسان اپنے خالق و مالک کو بھول کر آئین و اخلاق کے ضابطہ سے آزاد ہو کر اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔ اور انہیں پورا کرنے کے لئے جائز و ناجائز کی حدود سے گزر کر وہ بھیانک اور مکروہ کام کرتے ہیں کہ انسانیت اس سے شرم کے اپنا منہ چھپا لیتی ہے۔ دنیا میں ہر طرف بدی، ظلم و تعدی کا اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور نور سے مراد وہ زمانہ ہے جب خدا کے کسی پاک بندہ کی رہنمائی کی برکت سے انسان اسے پھر خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور دنیا میں نیکی اور تقویٰ اور خدا ترسی و للہیت قائم ہو جاتی ہے۔ اور پاکبازی کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔

سرورِ کائنات سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ان کے بعد امتِ محمدیہ میں کئی مفاسد پیدا ہوں گے۔ اور ان مفاسد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد دین کو مبعوث فرماتا رہے گا۔ نیز حضور نے یہ بھی خبر دی تھی کہ آہستہ آہستہ مسلمان روحانی عروج اور دینوی ترقی کے بعد تنزل کا شکار ہو جائیں گے۔ اس وقت خدا تعالیٰ ان میں روحانی بیداری پیدا کرنے کے لئے ایک مسیح کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعہ اسلام میں پھر تازگی و ابھرنگی اور مسلمان دورِ اول کے مسلمانوں کی طرح روحانی زندگی کے حامل ہوں گے۔

ملتِ اسلامیہ کی گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے قرونِ اولیٰ میں جو ترقی حاصل کی وہ محض خدا تعالیٰ سے تعلق اور اپنی اخلاقی برتری کی وجہ سے حاصل کی۔ اور جوں جوں مسلمان خدا سے اپنے تعلق کو کمزور کرتے چلے گئے ان میں ضعف اور کمزوری کے آثار پیدا ہونے لگے۔ حتیٰ کہ انیسویں صدی عیسوی میں وہ اسلامی تعلیمات سے بالکل دور جا پڑے۔ اور صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ وہ مسلمان جنہیں قرآن حکیم نے یہ سبق دیا تھا کہ اپنے اندر کبھی مایوسی نہ پیدا ہونے دینا۔ ان پر سراسر مایوسی طاری ہو گئی۔ حتیٰ کہ تعلیم یافتہ اور سمجھدار طبقہ نے بھی یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ اب اسلام ختم ہونے کو ہے بلکہ اسے موت کے قریب پہنچا ہوا مریض سمجھ کر اس کے مرثیے لکھ دیئے گئے۔ چنانچہ ٹھیک انہی دنوں میں جب یہ سمجھا گیا کہ اسلام آخری دم توڑ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ارضِ مقدسہ قادیان میں مبعوث فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب کی روحانی طاقت نے ایک عظیم الشان انقلاب بپا کیا۔ وہ اسلام جس کو کمزور سمجھ کر کس و ناکس ہنس رہا تھا آپ نے اس میں پھر زندگی کی لہر دوڑا دی۔ دہریت و الحاد کا متلاطم سمندر موجیں مار رہا تھا اسے ایک پُر زور بند کے ساتھ روک دیا اور زندہ خدا کے زندہ معجزات و نشانات دکھا کر اس کی ہستی پر ایمان پیدا کر دیا۔ اور ایک پاک جماعت قائم کی جو خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان سے سرشار ہو کر خدا اور اس کے دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہو گئی۔

آئندہ جماعت میں روحانیت کے دائمی بقاء کے لئے آپ نے کئی ایک پروگرام تجویز فرمائے۔ ان میں سے ایک مرکزِ احمدیت قادیان میں ایک مذہبی جلسے کا قیام تھا۔ حضور نے جماعت کے احباب کو تلقین فرمائی کہ وہ جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں مرکز میں جمع ہوں اور وہاں کی مقدس صحبتوں کے ذریعہ اپنی روحانیت کو بڑھائیں۔ اور اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کریں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس جلسہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کریں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں۔ اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ، خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت و مواخات میں دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔ اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔"

آج کے اس مادی دور میں ہر متلاشی روحانیت کو چاہیئے کہ وہ جماعت احمدیہ کے اس روحانی اجتماع میں شریک ہو کر ان انوار سے حصہ لینے کی کوشش کرے جو اس مقدس سرزمین پر نازل ہو رہے ہیں۔

حال ہی میں رجب کے دوسرے ہفتہ میں حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا۔ مجھے بھی اس میں شرکت کا موقعہ ملا۔ جہاں تک حضرت خواجہ صاحب کی ذات کا سوال ہے۔ وہ یقیناً ایک عظیم الشان بزرگ تھے اور انہوں نے اپنی روحانی قوت سے ہندوستان میں اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا اور اس عظیم کارنامے کی وجہ سے آپ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ لیکن آجکل اس اجتماع میں شریک ہو کر انسان کو بے حد مایوسی کا سامنا ہوتا ہے۔ کیونکہ جس مقدس وجود نے توحید کا پرچم ارضِ ہند پر لہرایا آج ان کے مزار پر سجدے کئے جاتے ہیں۔ چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ جگہ جگہ قوالوں کی ٹولیاں گانے گاتی ہیں اور صد درجہ مشرکانہ رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ جنہیں دیکھ کر بے ساختہ انسان کے منہ سے علامہ اقبال کا یہ مصرع نکلتا ہے کہ

"یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود"

میری چند دوستوں سے ملاقات ہوئی جن کے چہروں پر مایوسی کے آثار تھے اس لئے کہ انہوں نے وہاں کوئی روحانی پیغام نہ سنا۔ اور جس روحانیت کے حصول کے لئے یہ لوگ اتنا لمبا سفر اختیار کر کے اجمیر شریف آتے تھے اسے موجودہ گدی نشینوں اور حضرت خواجہ صاحب کی اتباع کا دعویٰ کرنے والوں میں مفقود پایا۔ یہ معلوم کر کے کہ میں قادیان سے آیا ہوا ہوں انہیں بے حد تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ احمدی ایسے عرسوں کے قائل نہیں۔ میں نے اپنی آمد کا مقصد بتایا۔ اور اس زمانہ کی اصلاح کے لئے حضرت مرزا صاحب کی آمد کا ذکر کیا تو ایک دوست کہنے لگے میں روحانیت کے اعلیٰ مدارج اور دلی سکون کے حصول کی خاطر کئی ایک گدی نشینوں سے ملاقات کر چکا ہوں۔ مختلف مزارات پر حاضری دے چکا ہوں لیکن مجھے جس روحانیت اور تسکین کی تلاش ہے۔ اس سے محروم ہوں۔ کیونکہ میں نے کسی گدی نشین کے اندر خدا کی معرفت نہیں پائی اور اس قوالی میں تو میرے لئے کوئی جاذبیت ہی نہیں۔ میں تو ایسے وجود کا متلاشی ہوں جو خدا سے تعلق رکھتا ہو۔ میں نے اسے بتایا کہ اسلام میں بے شمار اللہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ گذرے ہیں لیکن اس زمانہ میں یہ چیز قادیان میں ظاہر ہونے والے بزرگ حضرت احمد قادیانی میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے اگر آج آپ کو روحانیت کی تلاش ہے تو آپ قادیان کا رخ کریں۔ آپ کو وہاں زندہ خدا کی زندہ تجلیات نظر آئیں گی اور خدا کا نور ملے گا جس کے متعلق خود حضرت مسیح قادیانی فرماتے ہیں:۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

(مسیح موعود)

(باقی)

خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام دوسرے تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا

ہمیں اس وعدہ پر کامل یقین رکھتے ہوئے غلبۂ اسلام کیلئے ہر ممکن تدبیر سے کام لینا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا مبلغ مشرقی افریقہ سے خطاب

فرمودہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء ـــــ بمقام مسجد مبارک ربوہ

ربوہ ـ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو نماز مغرب کے بعد مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما مبلغ مشرقی افریقہ کو جو کچھ عرصہ تک مرکز میں رہ کر دوبارہ یوگنڈا تشریف لے جا رہے تھے مخاطب کر کے فرمایا :-

ناممکن دو قسم کا ہوتا ہے

ایک ناممکن وہ ہے جو ممکن نہیں بن سکتا ۔ اور ایک وہ ناممکن جو ممکن بن سکتا ہے ۔ ایسی ناممکن بات جو خدا تعالےٰ کی صفات اور اس کے وعدوں کے خلاف ہو ممکن نہیں بن سکتی لیکن اس کے علاوہ ہر ناممکن نسبتی امر ہے یعنی کسی کے لئے وہ ناممکن ہوتا ہے اور کسی کے لئے ممکن ۔ مثلاً اس زمانہ میں اسلام کا غلبہ بڑے بڑے مسلمان علماء کے نزدیک بھی ناممکن امر تھا ۔ اس لئے ان میں سے ایک طبقہ جن میں جامع مسجد آگرہ کا امام مولوی عماد الدین بھی شامل تھا اسلام سے ارتداد اختیار کر کے عیسائی ہو گیا ۔

دینی لحاظ سے

وہ لوگ اتنے بڑے عالم تھے کہ انسان حیران ہوتا ہے کہ وہ کس طرح عیسائی ہو گئے ۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ ان میں سے ہر فرد یہ سمجھتا تھا کہ اب اسلام عیسائیت پر غالب نہیں آسکتا اس وقت عیسائیت دنیا میں غالب آچکی ہے اور اسلام بظاہر حالات اس سے شکست کھا چکا ہے اس لئے انہوں نے خیال کیا کہ کیوں نہ اس مذہب کو اختیار کر لیا جائے جس کو دنیا میں عزت حاصل ہے ۔ چنانچہ وہ عیسائی ہو گئے ۔ اب دیکھو وہ چیز جو باقی مسلمانوں کے نزدیک غیر ممکن تھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ممکن ہی نہیں یقینی تھی ظاہر اً اسلام غلبہ نہیں پا رہا تھا ۔ دولت کے لحاظ سے

مسلمانوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی تھی

ان کی حکومتیں ختم ہو چکی تھیں علم کے لحاظ سے انہیں دوسری قوموں کے پیچھے جانا پڑتا تھا دنیوی سامان انہیں میسر نہیں تھے ۔ اخلاقی لحاظ سے بھی ان کی حالت گر چکی تھی اور ہر لحاظ سے ان پر غالب آچکے تھے ۔ غرض ہر لحاظ سے

اسلام کے غلبہ کی کوئی صورت

باقی نہیں رہی تھی ۔ ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کو دنیا میں کھڑا کیا اور اسے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا کروں گا عیسائی کیا باقی تمام مذاہب کے پیرو بھی تمہارے مقابلہ میں شکست کھا جائیں گے ۔ اس شخص کو اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ پر اتنا یقین تھا کہ وہ سمجھتا تھا ۔ دنیا جو سمجھے سمجھے عقل جو فیصلہ کرے کرے ۔ بات وہی صحیح ہے جو خدا تعالےٰ کہہ رہا ہے یعنی اسلام دوسرے تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا اور ہوا بھی یہی جو خدا تعالےٰ نے کہا تھا ۔ غیب سے اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا ہونے شروع ہو گئے اور وہ بات جو دوسروں کو کچھ عرصہ پہلے ناممکن نظر آ رہی تھی ممکن ہو گئی ۔ اور دنیا بھی اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی ۔

پھر دنیا نے یہ نظارہ دیکھا

کہ خدا تعالےٰ کا وہ مامور (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اکیلا نہیں رہا بلکہ لاکھوں آدمی اس کے ساتھ ہو گئے ۔ اور اب وقت اس کے ماننے والے نہ صرف ایشیا میں پائے جاتے ہیں ۔ بلکہ دوسرے براعظموں میں بھی پائے جاتے ہیں ۔ چنانچہ افریقہ کو ہی لے لو ۔ افریقہ کے کئی ممالک میں اس کی جماعت قائم ہو گئی اور سینکڑوں نہیں ہزاروں آدمی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت کی وجہ سے اور خدا تعالےٰ کے ان وعدوں کے مطابق جو اس نے آپ سے یا آپ سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے کہ جب اسلام تنزل میں پڑ جائے گا تو اس کی ترقی کے سامان بھی ہو جائیں گے ۔ بت پرستی عیسائیت اور بدمذہبیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گئے ـــ اب دیکھو ایک بات جو بظاہر ناممکن نظر آتی تھی ۔ کس طرح ممکن بن گئی ۔ اسی طرح مشرقی افریقہ میں سکول قائم کرنے بھی ناممکن نہیں جب تک ہم اسے ناممکن خیال کرتے رہیں گے ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہو گی ۔ جہاں تک اسلام کی ترقی کا سوال ہے ہمارے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ۔ ہمیں تو خدا تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر اسلام کو باقی تمام ادیان پر غالب کرنا ہے اور اس مقصد کے حصول کے

لئے جو تدبیر بھی ہمارے ذہن میں آ سکتی ہے اور دعاؤں کے نتیجہ میں اس کے متعلق ہمارے دلوں میں انشراح پایا جاتا ہے ہمیں وہ تدبیر اختیار کرنا ہو گی۔

اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ اور منشاء اسی میں ہو کہ غلبۂ اسلام کے لئے ظاہری سامانوں سے بھی کام لیا جائے تو ظاہری سامانوں کا حصول ہمارے لئے ممکن ہو گا پس جب تک خدا تعالیٰ کسی امر کو غیر ممکن قرار نہیں دیتا۔

ہمیں اُسے ناممکن نہیں سمجھنا چاہیئے

ورنہ آدمی خود اپنے رستہ میں روک بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس دُنیوی سامان کبھی موجود نہیں رہے۔ ہمارے پاس آدمی کم ہیں، پیسے کم ہیں، ظاہری علم کی بھی کمی ہے۔ غرض ہم ہر لحاظ سے غریب ہیں لیکن پھر بھی دیکھو اللہ تعالیٰ نے ہمارے کام خود بخود کر رہا ہے۔

مَیں تو جب مرکز کی گلیوں میں آپ مکرم مولوی عبد الکریم صاحب شرما کو دیکھتا ہوں تو

مجھے خدا تعالیٰ کی شان نظر آتی ہے

مَیں جب آپ کو دیکھتا ہوں تو خیال کرتا ہوں کہ یہ شخص جس رنگ اور جس شکل میں یہاں پھر رہا ہے اس کی حیثیت اور ہے لیکن جب یہ تبلیغ کے لئے مرکز سے باہر جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے اٹھا کر کہیں سے کہیں لے جاتا ہے۔ چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر اسپین میں مبلغ ہیں۔ وہاں دنیوی لحاظ سے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ شہر کے ایک چوراہے میں چھابڑی لگا کر عطر بیچ رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک حیثیت اُن کی یہ ہے۔ وہ جنرل فرینکو کو بھی بے دھڑک مل لیتے ہیں۔ اب دیکھو یہ قوت ان کے دل میں کس چیز نے پیدا کی۔ یہ قوت اس کے اندر اسی احساس نے پیدا کی۔ خدائے قادر و توانا کے غلام درشاہانِ وقت کے بھی معلّم و استاد ہوتے ہیں۔

سپین ایک کیتھولک ملک ہے

اس ملک کے رہنے والے نہایت متعصب عیسائی ہیں۔ اسلام کی تبلیغ بھی وہ کھُل کر نہیں کرنے دیتے لیکن وہاں ایک چھابڑی والے کو اللہ تعالیٰ یہ طاقت عطا کر دیتا ہے کہ وہ وہاں اسلام کی تبلیغ کرتا ہے۔ چوہدری صاحب کے جو خطوط آتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پرواز بہت اُونچی ہے۔ وہ بڑے اُونچے طبقہ میں جاتے ہیں اور تبلیغِ اسلام کرتے ہیں۔ یہاں کے چھابڑی فروشوں کو بھی اس حیثیت کا احساس کرنا چاہیئے۔ وہ گو ربوہ میں چھابڑی فروش ہیں لیکن جب وہ باہر تبلیغ کے لئے جاتے ہیں تو اُن کی حیثیت اور ہو جاتی ہے۔

چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر کی حیثیت

بھی سپین میں آپ کی طرح ایک چھابڑی فروش کی ہے۔ لیکن وہ بڑی حیثیت کے لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور انہیں تبلیغ کرتے ہیں۔ انہوں نے سابق بادشاہ کو جنہیں وہاں سے نکال دیا گیا ہے لٹریچر بھیجا۔ جوابًا بادشاہ نے [illegible] شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ وہ ضرور اس لٹریچر کا مطالعہ کرے گا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی اور بعض دوسری کتابیں جو سپینش اور فرانسیسی زبانوں میں شائع کی گئی ہیں۔ انہوں نے بعض پروفیسروں کو بھیجی ہیں جو اُنہیں پڑھتے ہیں اور ان پر ان کتابوں کا اثر ہے ان میں سے کئی پروفیسروں نے انہیں لکھا ہے کہ ہم نے ابھی تک ایسی عمدہ کتابیں نہیں پڑھی تھیں۔

اب دیکھو ایک چھابڑی فروش جس کی بظاہر وہاں کوئی حیثیت نہیں۔ ملک کے سربراہ کو بھی ملتا ہے اور اُسے تبلیغ کرتا ہے تو

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

مولوی عبد الکریم صاحب شرما بھی جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ جب تبلیغ کے میدان میں جائیں گے تو ان کی حیثیت اور ہو جائے گی۔ وہ وہاں خدا تعالیٰ کے نمائندے ہوں گے۔ اسلام کے نمائندے ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے ہوں گے پس مَیں ان سے کہوں گا کہ آپ سے خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں جو ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔ آپ کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ خدا جانتا ہے کہ مشرقی افریقہ میں اسلام کے غلبہ کے کون سے ذرائع پیدا ہوں گے۔ لیکن بظاہر جو ذرائع نظر آتے ہیں ان میں سے ایک سکول ہیں۔ تبلیغ کے سلسلہ میں سکول بہت مفید ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور

دُعا بھی کرنی چاہیئے

کہ خدا تعالیٰ آپ کی اس کوشش میں برکت ڈالے اور پھر یقین رکھنا چاہیئے کہ آپ ضرور کامیاب ہوں گے۔ کیونکہ اگر آپ کی نیت نیک ہے تو آپ کو ضرور کامیابی حاصل ہو گی۔ انشاء اللہ۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کی وفات پر

مجلس وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان کی قرارداد تعزیت

مجلس وقفِ جدید کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ کے پُرملال اور اچانک انتقال پر گہرے دلی صدمہ کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اگرچہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت کامیاب اور نیک اعمال سے بھرپور زندگی بخشی تھی۔ تاہم آپ کی اچانک جُدائی ایک بہت بڑا جماعتی صدمہ ہے جس نے ہمارے دل ملول اور غمگین ہیں۔

آپ نے جس اخلاص اور تندہی سے اپنے جملہ فرائض کو سرانجام دیا ہے۔ وہ ایک مثالی رنگ رکھتا ہے اور ہمارے دلوں میں اس کی بہت قدر ہے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو اپنے خاص مقام قرب سے نوازے۔ اللّٰھم آمین۔

ہم سب کارکنان و ممبران مجلس وقفِ جدید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے پسماندگان کے ساتھ ان کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرماوے اور حضرت مولانا صاحب علیہ الرحمۃ کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور ہم سب کو ان کی تقلید کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

مرکزی وفد کا جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند میں مالی و تربیتی دورہ

از مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان

مالی دورہ کا مجوزہ پروگرام

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند میں مالی دورہ کا پروگرام ایک عرصے سے مدنظر تھا۔ امسال صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ بجٹ کے موقعہ پر بزرگان کرام کی طرف سے چندوں کی آمد کو بڑھانے اور اس میں کم از کم بیس فیصد اضافہ کا ارشاد موصول ہوا۔ چنانچہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال جنوبی ہند کے مشورہ سے اس دورہ کا پروگرام ماہ ستمبر کے تیسرے حصہ میں طے پایا۔ چونکہ اس مرکزی وفد کے دورہ میں مالی امور کے علاوہ جماعتوں کے تربیتی امور کو مدنظر رکھنا بھی ہمارے پروگرام میں شامل تھا۔ اس لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ انچارج کلکتہ کو اس وفد میں شامل کرنے کی منظوری حاصل کی گئی۔

حیدرآباد و سکندرآباد — طے شدہ پروگرام کے مطابق مکرم

مولانا امینی صاحب کلکتہ سے اور خاکسار قادیان سے روانہ ہو کر ۲۴/۹ کو حیدرآباد پہنچے۔ کیونکہ اس شہر سے جنوبی ہند کے دورہ کا پروگرام شروع ہوتا تھا۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد مع احباب جماعت خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔ دوستوں سے ملاقات کے بعد ہم مکرم امیر صاحب کے مکان پر پہنچے۔ جہاں ہماری رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

احمدیہ جوبلی ہال

اسی روز بعد نماز عصر احمدیہ جوبلی ہال میں مجلس عاملہ حیدرآباد کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی اور خاکسار نے مرکزی وفد کے دورہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے دوستوں کو مرکزی تحریکات میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی طرف سے جاری فرمودہ تحریک فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ اور تحریک مرمت مقامات مقدسہ میں دوستوں کو اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب — مرکزی وفد کی آمد

سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مورخہ ۲۵ ستمبر کو احمدیہ جوبلی ہال میں جماعت احمدیہ حیدرآباد نے سیرت پیشوایان مذاہب کے جلسے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ جس میں منجملہ دیگر مقررین کے مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک مؤثر تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس مادیت و الحاد کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ خدا۔ زندہ رسول اور زندہ اسلام کا تصور پیش فرمایا۔ اس تقریب کے موقعہ پر جماعت کے بہت سے دوستوں سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ مورخہ ۲۶/۹ کو ہمارے وفد نے متعدد احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں کر کے مالی تحریکات میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔ بعض دوستوں نے اپنے ذمہ بقایاجات چندہ کی نقد ادائیگی بھی کی۔

سکندرآباد

مورخہ ۲۷/۹ کو بعد نماز مغرب جماعت سکندرآباد کے دوستوں سے ملنے کے لئے ہم حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم کے مکان پر گئے۔ جہاں دوستوں کو جمع کرنے کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ بعض دوستوں کے ذمہ انفرادی وعدہ جات کا جائزہ لیتے ہوئے اُن سے ادائیگی کے لئے معین وعدے لئے گئے۔ اور تحریکات فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ اور مرمت مقامات مقدسہ کے لئے وعدے حاصل کئے گئے۔ بعض دوستوں نے سابقہ وعدوں میں اضافہ بھی کیا۔

حیدرآباد

اسی روز شام کو احمدیہ جوبلی ہال میں جماعت حیدرآباد کی طرف سے چائے کی تقریب کا انتظام تھا۔ جس میں جماعت حیدرآباد و سکندرآباد کے اکثر لوگ شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر بھی خاکسار اور محترم مولانا امینی صاحب فاضل نے دوستوں کو اُن کی جماعتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مالی تحریکات میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے جن دوستوں نے مجموعی طور پر جو نئے وعدے کئے۔ یا سابقہ وعدوں میں اضافہ کیا۔ اور جو نقد ادائیگی کی۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

اضافہ وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ
جماعت احمدیہ حیدرآباد -/۱۴۲۱۵۔ جماعت احمدیہ سکندرآباد -/۶۳۵
مرمت مقامات مقدسہ از جماعت احمدیہ حیدرآباد -/۲۳۵۰ شادی فنڈ -/۵ ۲۱۔ نقد وصولی حیدرآباد و سکندرآباد مختلف مدات میں -/۵۱۰۔۵

ہم جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے جملہ ایسے احباب کے جنہوں نے تعاون فرماتے ہوئے مالی قربانی میں حصہ لیا ممنون ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل سے ان تمام دوستوں کے ایمان اور اخلاص میں برکت ڈالے اور ان کی خدمت اور ایثار کے جذبہ کو قبول فرمائے۔ آمین۔

مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اور مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ ہمارے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ ہر دو احباب نے نہ صرف اپنے سابقہ وعدوں میں نمایاں اضافہ کیا۔ بلکہ ہماری درخواست پر جماعتی ضرورت کے پیش نظر حیدرآباد یا بمبئی کا سفر بھی اختیار کیا اور ضروری مشورہ سے نوازا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

حیدرآباد سے ہمارے وفد میں مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال بھی شامل ہو گئے۔

جماعت محبوب نگر و اڈیگور — پروگرام کے مطابق

حیدرآباد کے بعد ہم نے کرنول اور چنتہ کنٹہ کی جماعتوں میں جانا تھا۔ مگر بارش کی وجہ سے چنتہ کنٹہ کے راستہ کی خرابی کی اطلاعات ملتی رہیں۔ لہٰذا ہم نے اس پروگرام کو ملتوی کرتے ہوئے محبوب نگر۔ اڈیگور اور اس کے بعد یادگیر کا سفر اختیار کیا۔ چنانچہ ۲۹ ستمبر کی صبح کو ہمارا وفد بذریعہ جیپ محبوب نگر کے لئے روانہ ہوئے۔ مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب بھی ہمراہ تھے۔ دوپہر کو محبوب نگر پہنچ گئے۔ اس جماعت میں ایک مخلص نوجوان معین الدین صدر اور سیکرٹری مال کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں ایک مختصر سی جماعت ہے۔ چند گھنٹہ قیام کر کے ہم نے چندہ جات کی پوزیشن کا جائزہ لیا۔ آئندہ مالی سال کا بجٹ تیار کرنے کے بعد بعد دوپہر اڈیگور کی طرف روانہ ہوئے اور نماز مغرب کے قریب وہاں پہنچ گئے۔ اس جماعت کے صدر مکرم میاں محمد قاسم صاحب ہیں جو کہ حضرت سیٹھ حسن صاحب اور مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب کے زمانہ سے اُن کے جیٹری کے کارخانہ میں ملازم چلے آرہے ہیں۔ اور آجکل اڈیگور کے کارخانہ میں مینیجر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ طے شدہ مطبوعہ پروگرام میں اڈیگور کی جماعت کا نام نہ تھا۔ ہماری اچانک اور غیر متوقع آمد سے ان کو اور دوسرے احمدی احباب کو بہت خوشی ہوئی۔ مغرب و عشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد احباب جماعت کو مرکزی مالی ضروریات سے آگاہ کرتے ہوئے بجٹ کی تیاری کے علاوہ نئی مرکزی مالی تحریکات میں دوستوں سے وعدے حاصل کئے گئے۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد اڈیگور کے ایک مقامی اسکول کے ایک غیر احمدی مدرس مولوی سمیع اللہ صاحب سے تبلیغی گفتگو ہوئی۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے مختلف اختلافی مسائل پر عالمانہ روشنی ڈالی۔ یہ دلچسپ تبلیغی گفتگو سات سے گیارہ بجے تک جاری رہی۔

آمد یادگیر

۳۰ ستمبر کی صبح کو بعد نماز فجر ہمارا وفد یادگیر کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں ہم بذریعہ جیپ ساڑھے آٹھ بجے پہنچ گئے۔

اس روز جمعہ کے خطبہ میں جو مکرم مولانا امینی صاحب نے دیا۔ احباب جماعت کو وفد مرکزی کی آمد کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ اور تحریک کی کہ دوست مرکزی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق مالی قربانیوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ یادگیر کی جماعت ایک پرانی اور مخلص جماعت ہے۔ یہاں ایک عمدہ مسجد ہے اور اس کے ارد گرد حضرت سیٹھ حسن صاحب مرحوم کے خاندان کے افراد کے مکانات ہیں جسے اگر "احمدیہ کالونی" کا نام دیا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔

سب نمازیں باجماعت اس مسجد میں ادا ہوتی ہیں۔ اور روزانہ درس کا بھی انتظام ہے۔

اجلاس خدام الاحمدیہ

۳۰ ستمبر کی شام کو بعد نماز مغرب مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس ہوا جس میں مکرم مولانا امینی صاحب نے خدام کو خطاب فرمایا۔ اور اُن کی ذمہ داریوں کی طرف انہیں توجہ دلائی۔

یکم اکتوبر — یادگیر کے کارخانوں کا سال نو

یکم اکتوبر کو یادگیر کے کارخانہ داران محترم سیٹھ … اللہ تعالیٰ کے خاندان کے … آغاز تھا۔ چنانچہ اس روز ہر ایک … میں دعائیہ تقریب کا انتظام تھا … خاکسار۔ اور محترم مولانا امینی صاحب مولوی سراج الحق صاحب … کا موقعہ ملا۔ اور اس موقعہ پر …

توجہ دلائی گئی کہ جہاں وہ تجارتی اور صنعتی کاموں میں ترقی کریں وہاں ہمیشہ اس مقصد کو پیش نظر رکھیں کہ وہ اپنی آمدنی سے زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی خدمت کریں۔

جماعت تیماپور و شوراپور

اگلے روز مورخہ ۱۱ر اکتوبر کو ہم نے تیماپور کی جماعت میں جانے کا پروگرام بنایا۔ جو کہ یادگیر سے ۳۰ میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ چنانچہ اس جماعت کے احباب مکرم مبارک احمد صاحب وکیل صدر جماعت کے گھر پر اکٹھے ہوئے۔ اس جماعت کا نئے سال کا بجٹ تیار کیا گیا۔ مالی تحریکات میں وعدے حاصل کئے گئے۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر شوراپور میں ہمارے دو احمدی دوست مکرم احمد حسین صاحب سعیدی وکیل اور مکرم مولوی نورالدین صاحب وکیل مقیم ہیں۔ ان سے بھی ملاقات کی گئی۔ اور ان کو بھی آئندہ جماعت تیماپور کے بجٹ میں شامل کیا گیا۔ شام کو ہم واپس یادگیر آ گئے۔

یادگیر میں مصروفیت

مورخہ ۱۲ر اکتوبر کو جماعت یادگیر کے احباب سے انفرادی طور پر وعدے حاصل کرنے اور وصولی کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور نماز مغرب مسجد احمدیہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار اور مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال نے دوستوں کو مالی امور کی طرف توجہ دلائی۔

جماعت یادگیر سے مختلف مدات میں کم و بیش ۹ ہزار روپیہ مختلف مدات میں وصولی ہوا۔ اور تیرہ ہزار روپے سے زائد کے نئے وعدے حاصل کئے جن میں سیٹھ حسن صاحب مرحوم کے خاندان کے افراد کی طرف سے مدرسہ احمدیہ قادیان میں ایک کمرہ کی تعمیر کا خرچ مبلغ ۷۰۰۰/- روپیہ کا وعدہ بھی شامل ہے۔

یادگیر میں ہمارے دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے وہاں کے سیکرٹری مال مکرم بشیر الدین صاحب، مکرم رفیعت اللہ صاحب غوری قائد خدام الاحمدیہ، مکرم محمد اسمٰعیل صاحب طیوری امیر جماعت کے علاوہ مکرم سیٹھ خواجہ ایک صاحب اور مکرم نعمت اللہ صاحب غوری خاص طور پر ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب اگرچہ بوجہ بیماری یادگیر تشریف نہ لا سکے مگر انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق ہماری موجودگی میں …

ٹیلیفون مختلف تحریکات میں اپنا وعدہ لکھوایا۔ اور دوسرے افراد خاندان کو بھی قادیان کی تاکید کی۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اسی طرح مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب مرحوم کے اہل و عیال اور مکرم محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری کے بڑے لڑکے مکرم محمد ادریس صاحب کی کاروباری پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

روانگی برائے بمبئی

ہمارا وفد ۱۳ر اکتوبر کی صبح کو یادگیر سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا۔ اور رات ۹ بجے ہم بمبئی پہنچ گئے۔ یہاں ہمارا قیام ۲½ یوم رہا۔ مورخہ ۱۴ر اکتوبر کو خطبہ جمعہ میں احباب کو مرکزی تحریکات سے باخبر کیا۔ اور اس سے قبل انفرادی طور پر یہاں کے دوستوں کا نیا بجٹ تیار کیا گیا اور طوعی مرکزی تحریکات میں وعدے حاصل کئے گئے نیز قیام بمبئی میں "الحق بلڈنگ" کے سلسلہ میں کچھ وقت ضروری مشوروں میں صرف کیا جس میں شرکت کے لئے سعید آباد سے مکرم سیٹھ معین الدین صاحب اور مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب سینٹہ کنٹہ تشریف لائے تھے۔

جماعت بمبئی میں فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں اضافہ اور نئے وعدوں کی میزان ۶۲۵/- روپے ہے۔ نیز مرمت مقامات مقدسہ میں ۱۲۷/- روپے اور درویش فنڈ میں ۲۲۳/- روپے کے وعدے ہوئے۔ اس کے علاوہ چندہ جات کی مختلف مدات میں تین صد روپیہ سے زائد وصولی ہوئی۔

ایک جرمن احمدی خاتون

قیام بمبئی میں ایک جرمن نومسلم خاتون رشیدہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ دو سال قبل مسلمان ہوئی ہے۔ وہ اب اپنے خاوند کے ہمراہ جو یو۔این۔او کے ایکسپرٹ ہیں بمبئی میں مقیم ہے۔ وفد کی آمد کی اطلاع ملنے پر وہ ملاقات کے لئے "الحق" میں آئی۔ قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے وہ آجکل عربی سیکھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے اخلاص اور ایمان میں برکت عطا فرمائے اور اس کے خاوند کو بھی احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آمد ہبلی

ہم مورخہ ۷ر اکتوبر کی شام کو بمبئی سے ہبلی کے لئے روانہ ہوئے اور ۸ر اکتوبر کی شام کو ہبلی پہنچ گئے۔

جماعت ہبلی کے افراد کی طرف سے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں صرف ۹۱/- روپے کے وعدے تھے۔ جاری تحریک پر اس مبارک تحریک میں احباب نے ۲۴۶/- روپے کے وعدے کئے۔ اسی طرح مرمت مقامات مقدسہ کی مد میں ۵۰/- روپے اور درویش فنڈ میں ۱۵/- روپے کے وعدے ہوئے اور اس جماعت کی طرف سے مختلف مدات میں ۱۵۵/- روپے نقد وصول ہوئے۔

اس جماعت کے بعض افراد میں نماز جمعہ ادا کرنے کی جگہ کے متعلق اختلاف تھا۔ چنانچہ جملہ افراد کو وعظ و نصیحت کر کے اس اختلاف کو رفع کیا گیا۔ اور مستقل طور پر اس معاملہ کے متعلق احباب جماعت نے ایک فیصلہ کیا۔ جس کی ایک نقل مرکز میں ارسال کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب کے اتحاد کو برقرار رکھے اور ان کو اتفاق و محبت سے سلسلہ کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

روانگی برائے شموگہ

ہمارا وفد ہبلی سے مورخہ ۲۰ر اکتوبر کی صبح کو شموگہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور اسی روز قبل دوپہر شموگہ پہنچ گیا۔ بعد نماز مغرب مکرم سید عبدالغفار صاحب صدر جماعت کے مکان پر ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل، مکرم مولوی سراج الحق صاحب اور خاکسار نے اس اجلاس میں تقاریر کیں۔ اور احباب کو مرکزی وفد کی آمد کی غرض و غایت سے اطلاع دیتے ہوئے ان کی مالی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور احباب جماعت کا نئے سال کا بجٹ تیار کرنے کے علاوہ مرکزی طوعی تحریکات میں وعدے حاصل کئے گئے۔ جو دوست اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکے ان سے انفرادی طور پر مل کر وعدے حاصل کئے گئے۔ چنانچہ اس جماعت کے احباب نے مختلف طوعی تحریکات میں تقریباً ایک ہزار روپے کے وعدے کئے اور تقریباً دو صد روپیہ نقد وصول ہوا۔

روانگی برائے بنگلور

پروگرام کے مطابق ہم مورخہ ۲۲ر اکتوبر کی رات کو شموگہ سے بنگلور کے لئے روانہ ہوئے۔ اور ۲۳ر اکتوبر کی صبح کو بنگلور پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر احباب جماعت نے استقبال کیا۔ اور اراکین وفد کی گلپوشی کی۔ رہائش کا انتظام مکرم بی ایم بشیر احمد صاحب کے مکان پر کیا گیا تھا۔ جنہوں نے ہر طرح اراکین وفد کے آرام اور سہولت کا خیال رکھا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

قیام بنگلور

بنگلور میں جب محترم ناظر صاحب خدمت درویشاں اور محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کی طرف سے یہ ارشاد ہوا۔ کہ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کو کلکتہ کی تبلیغی ضروریات کے پیش نظر جلد کلکتہ واپس بھجوایا جائے۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں مولانا امینی صاحب کی سیٹ مدراس کے لئے ریزرو کروائی۔ وہ وہاں سے کلکتہ واپس تشریف لے جائیں گے۔

ایک تبلیغی پروگرام اور تین مستورات کی بیعت

مولانا امینی صاحب کی آمد کے پیش نظر احباب بنگلور نے ایک نو احمدی مکرم عبدالسبحان کے مکان واقعہ ہیرسندرہ میں تبادلہ خیالات کا پروگرام رکھا تھا۔ شام کو احباب جماعت وہاں گئے۔ اس مجلس میں غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے۔ مگر غیر احمدی پیش امام جن سے گفتگو مقرر تھی۔ باوجود بلانے کے نہ آئے۔ تب مولانا صاحب سے خواہش کی گئی۔ کہ وہ ایک تقریر فرمائیں۔ مولانا امینی صاحب نے تقریباً دو گھنٹے تقریر کی۔ جس میں عقائد جماعت احمدیہ کو پیش کیا۔

اس تقریب پر تین مستورات نے بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت دے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

مورخہ ۲۸ر اکتوبر کو بنگلور میں احباب سے انفرادی ملاقات کی گئی۔ اور مرکزی تحریکات سے آگاہ کیا گیا۔ آج خطبہ جمعہ میں مکرم مولانا امینی صاحب نے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین فرمائی۔ اس کے بعد احباب سے وعدہ جات لئے گئے۔ اور آئندہ سال کا بجٹ مرتب کیا گیا۔

آج رات کی گاڑی سے مولانا امینی صاحب مدراس کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ اور ہمارا وفد کل صبح انشاء اللہ مرکرہ کے لئے حسب پروگرام روانہ ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دورہ کو ہر لحاظ سے کامیاب بنائے۔ آمین۔

درخواست دعا

میرے بیٹے کاکا کا بعمر آٹھ سال سخت بیمار ہوا اور عزیز کی بینائی جاتی رہی۔ اس وجہ سے ہم بڑے پریشان ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بینائی واپس لائے۔ آمین

نیز عاجزہ کے دونوں بچے ہمیشہ بیمار رہتے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو صحت سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار امۃ القیوم از برنگت اڑیسہ

اسلام میں نامحرم عورت سے مصافحہ کی ممانعت

ایک دلچسپ مکالمہ

از محترم مولانا غلام احمد صاحب فاضل آف بدوملہی انچارج مشن گیمبیا

عنوان بالا سے ایک مفصل نوٹ اخبار بدر مجریہ ۷ر جولائی ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ یہ پرچہ استاذی المکرم مولانا غلام احمد صاحب انچارج مشن گیمبیا کے پاس ۷ر اکتوبر کو پہنچا۔ اس عنوان کے تحت آپ نے ایک مفید اور دلچسپ مکالمہ ارسال فرمایا ہے جسے افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ — (ایڈیٹر)

آج ۷ر اکتوبر کو ۷ر جولائی کا بدر ملا۔ یہ پرچہ ایسے جہاز سے آیا جو کیپ ٹاؤن کی طرف سے آیا ہے۔ اور ساٹھ دنوں کے بعد یہ ہند کی بندرگاہوں سے ہوتا آیا ہے۔ ۱۴ر جولائی۔ ۲۱ر جولائی۔ ۲۸ر جولائی کے پرچے ایک ماہ قبل کے پہنچ چکے ہیں۔

یہ پرچہ کھولتے ہی "اسلام میں نامحرم عورت سے مصافحہ کی ممانعت" کے نوٹ پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ چند ماہ قبل یہاں سے دور ایک ملک میں عورت سے مصافحہ کرنے کے مسئلہ پر چند دوستوں سے میرا حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

ایک صاحب۔ عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے کے متعلق ہمیں تو آج تک واضح دلیل سننے میں نہیں آئی۔ جو اس شدت کو ظاہر کرتی ہو جو آجکل بعض لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ قطعی ناجائز اور حرام ہے۔

خاکسار۔ آپ نے ایسے علماء سے جو اس قسم کی شدت ممانعت کا اظہار کرتے ہیں کبھی دلیل پوچھ لی ہوتی۔ تو آپ اب تحقیق کی ضرورت نہ سمجھتے۔

وہی صاحب۔ اچھا ہم سے پہلے فروگزاشت ہو گئی تو اسے جانے دیجئے۔ آپ ہی کوئی "جھوٹی موٹی" حدیث جا دیں۔ جس میں مصافحہ نہ کرنے کا ذکر ہو۔

خاکسار۔ اگر قرآن سے ثابت کر دوں تو پھر!

وہی صاحب۔ اگر ان تیس پاروں کے قرآن میں ایسی ممانعت ہوتی۔ تو ہمیں حدیث کی طرف جانے کی ضرورت ہی کیا پڑتی۔ مگر اس قرآن میں نہ پاکر ہی تو حدیث بلکہ "جھوٹی موٹی" کا لفظ بول کر آپ سے مطالبہ کیا ہے۔

خاکسار۔ آپ کو قرآن کریم میں وہ آیت تو ضرور یاد ہو گی جہاں صحابہ کرام کی بیعت کا ذکر ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے تھے۔

وہ صاحب۔ ہاں خوب یاد ہے۔

خاکسار۔ وہاں اس امر کی صراحت موجود ہے یا نہ کہ وہ بیعت ہاتھ پر ہاتھ دھرنے سے ہوتی تھی (عربوں میں دو دوستوں کے کسی اقرار کے وقت بھی ہاتھ میں ہاتھ دے کر معاہدہ کرنے کا رواج تھا)

وہ صاحب۔ ہاں صاف تصریح ہے کہ یداللہ فوق ایدیھم۔

خاکسار۔ پھر آپ کو انہی تیس پاروں کے قرآن میں وہ آیت بھی یاد ہو گی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مومن مہاجر عورتوں کی بیعت لینے کا بھی حکم موجود ہے۔

وہ صاحب۔ ہاں سورہ ممتحنہ میں وہ آیت موجود ہے۔

خاکسار۔ کیا آپ تاریخ۔ حدیث کی کسی کتب میں یہ ذکر پاتے ہیں کہ عورتوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو چھو کر بیعت کی ہو یا یہ ذکر ہے آپ بار بار پڑھتے تھی کہ وہ سوچتے ہوئے اقرار کرتی تھیں

وہ صاحب۔ مجھے تو اس کے متعلق منفی یا مثبت تذکرہ کا قطعًا علم نہیں

خاکسار۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہؓ خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتی ہیں مامسّت یدُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یدَ امرأۃٍ قطّ واللّٰہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو کسی عورت کے ہاتھ نے نہیں چھوا۔ فرمایئے کیا نتیجہ نکلا؟ کہ بیعت جیسی اہم چیز جو ایک عبادت ہے اس میں مردوں کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو تھام کر بیعت کرنے کا ذکر ہے۔ مگر آنحضرت نے پرائی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کی بیعت کے وقت بھی ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت نہیں لی۔ ساری عمر میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں۔ پس شریعت یہی چاہتی ہے کہ نامحرم عورت و مرد کے ہاتھ مصافحہ کے وقت آپس میں نہ ٹکرائیں۔

وہ صاحب۔ واللہ آج تسلی ہوئی کہ یہ مستقل شریعت کا مسئلہ ہے اور بجا طور پر ان لوگوں کا اصرار مو- ہے جو اس کی ممانعت کا بشدت اظہار کرتے ہیں۔

(نوٹ، یہ گفتگو اردو میں نہ تھی۔

خاکسار غلام احمد عفی عنہ
انچارج گیمبیا مشن

اسلامی معاشرہ کا ایک حسین پہلو

از عـزیز محمد انعام صاحب غوری متعلم مولوی فاضل کلاس مدرسہ احمدیہ قادیان

> اگر فردوس بر روئے زمین است
> ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اگرچہ یہ شعر کسی نے صرف کشمیر کی رعنائیوں اور حسن کی جلوہ گری کو دیکھ کر کہا ہے لیکن اپنے حقیقی معنی میں یہ چسپاں ہو سکتا ہے تو صرف اس معاشرہ پر جس کو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے استوار فرمایا۔ جس میں کوئی کینہ نہیں تھا۔ کوئی بغض نہیں تھا۔ کوئی انتقام کا جذبہ کار فرما نہ تھا کوئی نفرت و عداوت نہیں تھی۔ بلکہ سراپا محبت کے مناظر ہی نظر آتے ہیں اور یہ صرف قیاسی اور تخیلی چیز نہیں بلکہ ایک زندہ تاریخی حقیقت ہے!

وہی قوم جو مختلف قبائل میں منقسم تھی اتحاد ان میں نام کو نہ تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے وہ پیاسے رہتے۔ ذرا ذرا سی بات پر جنگ چھڑ جاتی۔ پھر دل میں کینہ و بغض اس طرح رکھتے کہ سالہا سال تک جنگوں کا سلسلہ چلتا۔ لیکن رحمۃ للعالمین نے آکر اس پسماندہ اور وحشی خصائل قوم کو جو ایک حاکم کے تحت رہنا نہ جانتی تھی اطاعت و فرمانبرداری کو سوں دور اور نفرت و عداوت سے لبریز تھی۔ ایسی مطیع و فرمانبردار قوم بنا دیا کہ پروانوں کی طرح آپ پر نثار ہونے کے لئے ہر دم تیار ہو گئی اور آپس کی دشمنی و کدورت کو بھائی چارگی میں تبدیل کر دیا۔ جیسے کہ قرآن کریم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔ اے لوگو اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے لیکن اس رسول نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور اسی کے طفیل تم بھائی بھائی بن گئے۔

یہ زبردست انقلاب ایک دنیا کے لئے باعث حیرت تھا کہ یہ دلوں کا میل اتنے کم عرصہ میں کس طرح دھل گیا اور ایک دوسرے کے دشمن آپس میں بھائی بھائی کیسے بن گئے اور یہ پراگندہ افراد کیسے مجتمع ہو گئے کیوں نہ ہوتا؟ یہی تو آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کا اثر اور آپ کی تعلیم و تربیت کا بے نظیر نتیجہ تھا۔

لیکن ایسا مثالی معاشرہ استوار کرنے کے لئے آپ نے کیا کیا کوششیں کیں اور کس رنگ میں تعلیم و تربیت فرمائی۔ اس کے کما حقہٗ بیان سے ہر اہل قلم کو عجز کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں کیونکہ ؎

> داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

اس وقت اسلامی معاشرہ کے صرف ایک پہلو کے متعلق کچھ عرض کرنے کی کوشش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انسان کو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ، محلہ داروں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ ایک انسان جب اپنے گھر سے باہر قدم رکھتا ہے تو سب سے پہلے پڑوسیوں اور محلہ داروں۔ سے واسطہ پڑتا ہے پھر شہر والوں سے پھر ملک والوں سے پھر غیر ممالک سے۔

چنانچہ آنحضرت صلعم نے حقوق ہمسائیگی کو ملحوظ رکھنے کی بیحد تاکید فرمائی ہے اور ہر ایک تکلیف اور اذیت سے اس کو محفوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا "وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ" یعنی خدا کی قسم مومن نہیں ہے خدا کی قسم مومن نہیں ہے خدا کی قسم مومن نہیں ہے عرض کیا گیا کون مومن نہیں ہے یا رسول اللہ! فرمایا جس شخص کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں۔ دیکھیے کس طرح آپ نے پڑوسیوں کا خیال رکھنے کی تعلیم دی تھی کہ اس کو ایمان کا جزو قرار دیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ابا ذر اذا طبخت مرقۃ فاکثر ماءھا وتعاھد جیرانک۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرو اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔

اللہ اللہ کیسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے بظاہر ... معلوم ہوتی ہے لیکن ذرا اس کے نتائج پر غور فرمائیں اس سے معاشرے کی کتنی اصلاح ہوتی۔ اکثر تباہیاں اور بربادیاں بھوک کی وجہ سے ... کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

آج کون ملک یا قوم ہے جو اس طرح ... ایک دوسرے سے الفت اور محبت پیدا کرتی ... پیارے آقا کی دلوں پر حکومت تھی جس ... اس بات کو سر آنکھوں پر رکھا اور وہ معاشرہ ... کیسے آسان اور پرلطف زندگی ...

دوم۔ دیکھئے اس خوشگوار انقلاب کا ہر شخص ہی مشغوف کی اس بابرکت تعلیم پر عمل پیرا ہو کر خود اپنے پڑوسی کا خیال رکھنے لگے تو کس طرح سارے محلے میں بلکہ سارے شہر میں خوشگوار فضا پیدا ہو جائیگی۔ پھر امن ماحول بن جائیگا اور خوشیاں اور مسرتیں ...

طبقاتی کشمکش صرف اسلام ہی دور کر سکتا ہے

(بقیہ صفحہ اوّل)

سے لڑائی چھیڑ دیں تو پھر ہندوستان کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔"

(مارکسزم مردہ ہے" صفحہ ۴۳)

پس یہ کہنا کہ تاریخ صرف طبقاتی آویزش کا نام ہے صریحاً غلط ہے۔ رہا یہ سوال کہ کیا روسی یں اشتراکی نظام کے قیام کے بعد طبقاتی کشمکش ختم ہو چکی ہے؟ یا یہ وہاں اقتصادی توازن ایسے رنگ میں قائم ہو گیا ہے کہ ایک فرد اور دوسرے فرد کے درمیان کوئی بُعد نہیں؟ یا ان میں کوئی مالی تفاوت نہیں؟

اس سلسلے میں ایک بین الاقوامی تنظیم کی مارکسسٹ ایسٹ مین کی رپورٹ ملاحظہ فرماویں جو اُنہوں نے مختلف روسی کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی اجرتوں کے متعلق اور ان کی درجہ بندی کے متعلق ترتیب دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"روسی کانوں میں ایک عام کام کرنے والا مزدور اگر وہ سٹاکنونسٹ پارٹی سے تعلق نہ رکھتا ہو ۴۰۰/- سے ۵۰۰/- روبل ماہوار تنخواہ پاتا ہے لیکن اگر وہ اس گروہ سے تعلق رکھتا ہو تو ۱۶۰۰/- روبل تک تنخواہ لیتا ہے اسی طرح اگر سپیشلسٹ انجنیئر کے معاوضے کو دیکھا جاوے تو بعض اوقات اس کی تنخواہ ۸۶۰۰/- روبل تک ہوتی ہے۔ اور فنی کام کرنے والوں کا دوسرے لوگوں کے ساتھ تو کوئی موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔"

Ever International

Feb. 1936

اسی طرح سڈنی اور ویبس [illegible] کی مشہور کتاب "سوویٹ کمیونزم" میں فاضل مصنفین یوں رقمطراز ہیں:-

"وہ خوفناک اقتصادی تفاوت جو روسی نظام میں اس وقت رائج ہے اگر اس کا بنظر غور مطالعہ کیا جاوے تو وہ امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام سے کسی قدر کم بھی ہو تو برطانوی نظام سے تو بہرحال زیادہ ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ اقتصادی خلیج اور تفاوت دن بدن زیادہ ہو رہی ہے۔"

Soviet Communism

P. 1207

ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ اشتراکی منصوبہ بندوں کے بلند بانگ دعوے کہ ہم طبقاتی کشمکش ختم کر دیں گے۔ اور ایک ایسی سوسائٹی کی داغ بیل ڈالیں گے جس میں اس کشمکش کا احساس تک باقی نہ ہوگا کہاں تک صحیح ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ یہ کشمکش خواہ ایک خاندان میں ہو یا ملک میں ہو اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اس کے ازالہ کے لئے فطرت کے مطابق ذرائع اختیار نہ کئے جاویں۔ کاش دنیا اسلام کی عالمگیر تعلیم پر نظر ڈالے۔ تاریخ زندہ ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ اس تعلیم پر عمل کے نتیجے میں طبقاتی کشمکش نہ صرف ختم ہو گئی بلکہ معاشرے کے مختلف پہلوؤں میں اس یگانگت اور ایسی رواداری پیدا ہوئی جو دنیا میں چھوٹے اور بڑے کالے اور گورے اور غریب اور امیر کے قلبی اتحاد کا ایک آئینہ بن گئی۔

موجودہ مسلمانوں پر اُلٹی جا نگی ڈیلیسے ہو ان نگاموں کے اسباب جیسے شمار ہیں قریش برادری کیوں اپنے آپ کو آتش میں ڈالے؟

اس میں شک نہیں کہ گائے کشی کو ممنوع قرار دیکر دزیر اعلیٰ نے بڑی دوراندیشی کا ثبوت دیا ہے مگر ساتھ ہی انہیں اس کا احساس بھی ہونا چاہیے کہ دوسروں نے بھی ہندو دھرم کے احکام کو اپنے اوپر مسلط کر کے اپنے جذبات کی بہت بڑی قربانی دی ہے۔ دنیا میں شاید ہندوستان کے مسلمان اور عیسائی ہی ایسے طبقے ہیں جو ہندو دھرم کے مخاطب نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے مخاطب بنا دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اسے جیسے تیسے برداشت کر لیا ہے۔ ہندو دھرم کہتا ہے کہ گائے مقدس ہے ہندو کہتے ہیں کہ وہ اپنے دھرم کے اس فیصلے کو بسر و چشم قبول کرتے ہیں کیونکہ اگر ہم ہندو دھرم کے احکام کو نہ مانیں گے تو اور کون مانیگا؟ مسلمان اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہندو قابل مبارکباد ہیں کہ وہ اپنے دھرم کے احکام کو خوب مانتے ہیں۔ مگر ہندو کہتے ہیں کہ گو مسلمان اور عیسائی ہندو دھرم کے مخاطب نہیں ہیں لیکن انہیں گائے کی تقدیس کا بھی ہندو دھرم کے احکام کو ضرور ماننا ہوگا اگر گائے خوری سے دستبرداری اسی ہوگی مسلمان اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہمیں ہندو دھرم کا مخاطب ہونا منظور نہیں مگر ہندو اتنا تو قرار کریں کہ ہندوؤں نے غیر ہندوؤں کو ہندو دھرم کا مخاطب قرار دے

اخبار و آراء

ایک خبر

ہریانہ میں گئوؤں کی رکھشا

گئو رکھشا کے سلسلہ میں دو صفحہ قبل کی حسب ذیل خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی:-

تراوڑی ۱۳ اکتوبر۔ ہریانہ پردیش مہاسبھا کے پردھان پنڈت بھگوت دیال شرما حال منسٹری ہریانہ پرانت۔ بدرہ نے پرسوں یہاں ایک پبلک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے .... ہریانہ کے مستقبل کی بہت شاندار تصویر کھینچی اور کہا کہ سب سے بڑی ضرورت ہریانہ کو متحد رکھنے کی ہے۔ ہریانہ سے گئوؤں کی برآمد بند کر دی جائے گی لیکن جو لوگ گئوؤں کی اچھی طرح دیکھ ریکھ نہیں کریں گے اُن پر ٹیکس لگایا جائے گا (پرتاپ جالندھر ۱۴/۱۰)

بدر۔ شرما جی کی تجویز بہت عمدہ ہے۔ اب تو ہریانہ پرانت معرض وجود میں آگیا اور شرما جی اس کے منسٹری بھی بنا دیئے گئے تو توقع رکھنی چاہیئے کہ اب گئو رکھشا کا خاطر خواہ طور پر بندوبست ہوگا۔ اس سے زیادہ اچھی تجویز وہ ہے جسے ہمارے ایک دوست نے بیان کیا اُن کے خیال کے مطابق ملکی سطح پر ایک جامع سروے کیا جائے اور ایک مکمل فہرست ایسے افراد کی تیار کی جائے جو گئو سے شردھا رکھتے ہیں۔ اور اُن کے نزدیک گئو کی رکھشا کا خاطر خواہ انتظام ہونا چاہیئے۔ پھر ملک میں جس قدر لاوارث گائیں پھرتی ہیں اور ان کے چارے کا تسلی بخش طور پر انتظام نہیں ان کے لئے مختلف مقامات پر وسیع پیمانہ پر گئوشالہ بنائے جائیں اور اُن کے چارے کا خاطر خواہ بندوبست کیا جائے۔ اس سارے انتظام پر جس قدر بھی خرچ ہو اس کا ٹوٹل کیا جائے۔ پھر سارے اخراجات کو مساوی طور پر گائے کے عقیدتمندوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ امید ہے کہ اس طرح ملک بھر میں گائے کی دیکھ ریکھ کا تسلی بخش طور پر انتظام ہو جائیگا اور ان پر ہونے والے اخراجات کا نہ تو بوجھ بھی گورنمنٹ پر نہیں پڑیگا بلکہ عقیدتمند اپنے مذہبی جذبات اور گئو سے محبت کی خاطر خوشی خوشی قبول کرینگے بلکہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہیں گے۔

باقی جو گائیں گھروں میں رکھی جاتی ہیں اُن کے بارہ میں ہریانہ میں چلائی جانیوالی سکیم اگر کامیاب رہی تو دوسرے پرانت بھی اس کو عملدرآمد کر کے اس مسئلہ کو نہایت عمدگی سے حل کر دیں گے۔

کامیابی کی منزل قریب ہے

ذبیحہ گاؤ پر پابندی لگانے کیلئے جو ایجی ٹیشن ہو رہا ہے وہ اب کامیابی کی منزل پر جا رہا ہے اور زیر واعظم نے تحفظ گاؤ سے متعلق آل پارٹیز کمیٹی میں

یہ اعلان کیا ہے کہ حکومت مغربی بنگال نے گاؤ کشی کی ممانعت کا قانون بنانیکا فیصلہ کر دیا ہے اور آندھرا پردیش کی حکومت بھی ایسا ہی قانون بنانیکا ارادہ رکھتی ہے۔ اب گویا ریاست میسور اور آسام باقی رہ گئی ہیں جنکی طرف سے اسی قسم کے اعلان کی توقع ہے بہت اچھا ہوا کہ وزیر داخلہ کا یہ اعلان سے اکثریت کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور روز بروز کے جھگڑے ختم ہوئے۔ مسلمان اور عیسائی جو گائے خوری کیلئے مشہور ہیں اس معاملہ میں ابتک خاموش رہے ہیں اور آئندہ بھی وہ اپنے کسی حق کا مطالبہ نہیں کرینگے ہم بھی چاہتے ہیں کہ گاؤ کشی پر پابندی لگنے سے اناج زیادہ پیدا ہو اور دودھ گھی کی فراوانی ہو جائے زیادہ اناج اور زیادہ دودھ پیدا ہو گا تو اس سے مسلمان اور عیسائی بھی فائدہ اُٹھائیں گے اور ملک میں بھی خوشحالی آئیگی مگر وزیر داخلہ کو کسی بیان کے ذریعے یہ بات صاف کر دینی چاہیئے کہ جب ناکارہ اور بے دودھ کی گایوں کا ذبیحہ بند ہو جائیگا تو حکومت اُن کو چارہ کھلائے گی اور اس کا اثر دودھ دینے والے مویشیوں کے چارہ پر نہیں پڑیگا شاید کسان بھی یہ جاننا چاہیں گے کہ جب ناکارہ گایوں کی کثرت ہوگی تو انکی فصلوں کو نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ انکی دیکھ بھال زیادہ پیدا ہو گا اور قریش برادری کے جو لوگ اپنے روزگار سے محروم ہو گئے وہ بھی یہ جاننے کی خواہش کرینگے کہ حکومت انکے لئے کون سا متبادل روزگار کا انتظام کر رہی ہے جسو ناکنڑولی آرڈر کے بعد جو سنار بے روزگار ہو گئے حکومت نے ان پر خزانے کے منہ کھولدیئے اور انکو نہ صرف متبادل روزگار دلایا بلکہ ان کو مالی امداد بھی دی اور انکے بچوں کی تعلیم کا مفت انتظام کیا۔ قریش برادری کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ متبادل روزگار کا مطالبہ کرے اور حکومت سے امداد بھی چاہے۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ بیل گائے کے بھی ہندوؤں کے نزدیک مقدس سمجھی جاتی ہے اگر وہ بیل بھی نرگا ہے کا لفظ بھی اس کے ساتھ ہے جب ان بیل گایوں نے کھیتوں کو زیادہ خراب کرنا شروع کیا اور کسانوں نے حکومت سے فریاد کی تو یوپی گورنمنٹ نے ان کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا مگر اسکے خلاف بھی کرنا پڑا کہ جب بیل گائے ذبح ہلاک کرنا ہی ٹھہرا تو اسے بیل گائے نہ کہا جائے بلکہ اسے بیل گھوڑے کا نام دیا جائے۔ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور گائے کو ہلاک کرنیکا الزام بھی نہ آسکے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اب معلوم نہیں کہ یہ بیل گھوڑے کس سلوک کے مستحق سمجھے گئے ہیں۔ لیکن اگر ناکارہ گایوں کے تحفظ کے بعد بھی فصلوں کی شامت آگئی تو پھر کیا ہو گا؟ تمام ناکارہ گایوں کو جن کی تعداد پنجاب میں آٹھ کروڑ سے کم نہیں۔ گئوشالاؤں میں نہیں رکھا جا سکتا اور نہ حکومت کوئی ایسا قانون بنا سکے گی جس کی رُو سے ہر ہندو ایک گائے رکھنے پر مجبور ہو۔ یہ بات ہم دوراندیشی کی بنا پر لکھ رہے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر ناکارہ گایوں کا ذبیحہ قانوناً ناجائز ہو جائے اور انکی افزائش بڑھ جائے تو مسلمانوں کو ہوشیار رہ کر کام لینا چاہیئے اور کسی قیمت پر بھی کسی گائے پر ہاتھ نہ ڈالنا چاہیئے ایسی حالت میں ناکارہ گائیں بہت سستی ہو جائینگی اس حال میں بخبر ر لوگ آسانی سے بھنس سکتے ہیں لہٰذا نہیں فوراً پولیس کو اطلاع دینی چاہیئے کہ بعض لوگ ان کے ہاتھ ناکارہ گائے فروخت کر کے ذبیحہ کا پاپ کرانا چاہتے ہیں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو قانون کی خلاف ورزی ہوگی تو اسکے نتائج کی ذمہ داری تمام موجود

[illegible]

خُدا کے مامورین و مرسلین کے متعلق اسلامی و عیسائی تعلیمات کا موازنہ

عیسائی مشن حیدرآباد کے نام احمدی مبلغ کی دوسری چٹھی

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد)

حیدرآباد کے عیسائی مشن کی طرف سے تقسیم شدہ ایک پمفلٹ کی بنا پر خاکسار نے مورخہ ۹ر اگست ۶۶ء کو بائیبل کی روشنی میں چند استفسارات مرتب کر کے بغرض جواب مذکورہ مشن کے نام ارسال کئے تھے۔ لیکن تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب دوسری چٹھی مذکورہ مشن کے نام آج مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۶۶ء کو بصیغہ رجسٹری ارسال کی گئی ہے جس کی نقل درج ذیل ہے:-

تسلیم!

آپ کی خدمت میں مورخہ ۹ر اگست ۶۶ء کو عیسائیت کے تعلق سے بائیبل کی روشنی میں چند استفسارات بغرض جواب بذریعہ رجسٹری ارسال کئے تھے اور آپ نے وہ چٹھی مورخہ ۱۰ر اگست کو موصول بھی فرمائی تھی۔

لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک ان استفسارات کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ تعجب ہے کہ ایک طرف آپ کے ادارہ کی طرف سے حضرت یسوع مسیح اور عیسائیت کے متعلق بخوبی واقفیت حاصل کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے تو دوسری طرف عیسائی عقیدے کے متعلق کئے جانے والے استفسارات کا جواب دینے میں تامل اور تاخیر برتی جا رہی ہے۔

لہٰذا اس چٹھی کے ذریعہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ مذکورہ استفسارات جو ہفت روزہ شعور (حیدرآباد) بدر قادیان۔ پنجاب آزاد نوجوان (مدراس) اور سنیہ دوتن (کیرالہ) میں بھی شائع ہو چکے ہیں کا جواب بائیبل ہی کی روشنی میں ارسال فرمائیں۔

اب حال ہی میں آپ کے ادارے کی طرف سے تقسیم شدہ ایک اور پمفلٹ "خدا کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے" کے عنوان سے نظر سے گذرا ہے جس میں خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ اور مامور و مرسل حضرت داؤد علیہ السلام کو گنہگار گردانا گیا ہے۔ اس پمفلٹ کا پہلا ہی فقرہ یہ ہے "حضرت داؤد نے گناہ کیا یہ بہت بڑا گناہ تھا۔ خداوند تعالیٰ کی مدد سے وہ بنی اسرائیل پر اعلےٰ اختیار رکھتا تھا کتاب مقدس میں لکھا گیا کہ وہ یہاں تک گر گیا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا۔ اور جس آدمی پر اس نے ظلم کیا تھا اس کی موت کا سبب ٹھہرا"۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ پمفلٹ میں تحریر ہے کہ "اپنی دعا میں حضرت داؤد نے مکمل معافی کی درخواست کی ہے لیکن وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا۔ وہ گناہ جو اس نے کیا تھا اس کے دل کی ناپاکی کا ثبوت تھا۔ اپنی اخلاقی گراوٹ کو ماحول کی یا داشت یا کسی حادثہ کا سبب نہیں ٹھہراتا جس پر وہ قابو پا سکتا تھا۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو اپنے گناہ کے منبع کا اقرار کرتا ہے" "اے خدا۔ میرے اندر پاک دل پیدا کر اور میرے باطن میں از سر نو مستقیم روح ڈال۔ زبور ۵۱ : ۱۰"

گویا اس پمفلٹ میں حضرت داؤد کو نعوذ باللہ ایک بڑا گنہگار۔ زنا کا مرتکب۔ ظالم۔ قاتل۔ دل کا ناپاک۔ اخلاقی لحاظ سے گرا ہوا قرار دیا گیا ہے

اگرچہ یہ پمفلٹ اس لئے تقسیم کیا گیا ہے کہ یسوع مسیح کے متعلق مسلمانوں کو بخوبی واقفیت حاصل ہو جائے اور اُن کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ دنیا کا نجات دہندہ صرف اور صرف یسوع مسیح ہی ہیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ لوگوں کے دلوں میں عیسائیت کے متعلق کچھ ہمدردی اور رجحان پیدا ہو اس پمفلٹ نے اُلٹا ہی اثر پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ایک مامور من اللہ اور مقرب الٰہی جن کا نام خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا فرما کر جن کی فضیلت کا ذکر فرمایا ہے۔ انہیں نعوذ باللہ زانی، گنہگار اور ظالم وغیرہ ناموں سے یاد کرنا ایک مسلمان کس طرح برداشت کر سکتا ہے؟

صرف حضرت یسوع مسیح کو بے گناہ اور معصوم ثابت کرنے اور اسی طرح ان کی نام نہاد خدائی قائم کرنے کے لئے عیسائیوں نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ سب نبیوں کی عیب شماری کی جاتی ہے اور ان میں سے ہر ایک کو زبردستی گنہگار ٹھہرایا جائے۔

بائیبل میں جا بجا نبیوں کو گنہگار گردانا گیا ہے۔ ان میں سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت آدمؑ کے متعلق لکھا ہے "آدم نے خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے ایک گناہ کیا اور اس وجہ سے پوری زمین لعنتی ہوئی" (پیدائش باب ۳)

(۲) حضرت نوحؑ کے متعلق بتایا کہ "نوح نے انگور کا باغ لگایا اور اس نے اُس کی مے پی۔ اور اسے نشہ آیا۔ اور اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا" (پیدائش ۹/۲۰-۲۱)

(۳) حضرت ابراہیمؑ کے متعلق کہا کہ "جب مصر میں داخل ہونے لگے تو اپنی بیوی حضرت سارہ سے کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ آپ کی بیوی ہے سو وہ مجھے تو مار ڈالیں گے مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے۔ سو تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو" (پیدائش ۱۲/۱۱-۱۳)

نیز لکھا ہے کہ "ابرہام نے اپنی بیوی سارہ کے حق میں کہا کہ وہ میری بہن ہے۔" (پیدائش ۲۰/۲)

گویا کہ حضرت ابراہیمؑ نے نہ صرف خود جھوٹ بولے بلکہ اپنی بیوی کو بھی جھوٹ بولنے کا حکم دیا۔

(۴) حضرت لوطؑ کے متعلق کہا گیا کہ "وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں غار میں رہنے لگیں۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہو چکا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں۔ اور اس سے ہم آغوش ہوں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اُس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اُس سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ سو لوطؑ کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں (پیدائش ۱۹/۳۱-۳۶)

(۵) حضرت اسحٰق علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ "پس اضحاق جرار میں رہنے لگا اور وہاں کے باشندوں نے اس سے اس کی بیوی کی بابت پوچھا۔ اس نے کہا کہ وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی بیوی بتاتے ہوئے ڈرا۔ (پیدائش ۲۶/۷)

(۶) حضرت داؤد کے متعلق لکھا ہے کہ "شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کہ وہ العام کی بیٹی بنت سبع ہے جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے اور داؤد نے لوگ بھیج کر اُسے بلا لیا۔ وہ اُس کے پاس آئی اور اُس نے اس سے صحبت کی پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اُس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں"۔ (سموئیل ۲ ۱۱/۲-۵)

اس کے بعد حضرت داؤد اس عورت کے شوہر حتی اوریاہ کو ایک جنگ میں بھیجتے ہیں اور دھوکہ سے اُسے قتل کرواتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد بائیبل میں مرقوم ہے کہ "جب اوریاہ کی بیوی نے سُنا کہ اُس کا شوہر اوریاہ مر گیا تو وہ اپنے شوہر کے لئے ماتم کرنے لگی۔ اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اُسے بلوا کر اُس کو اپنے محل میں رکھ لیا۔ اور وہ اُس کی بیوی ہو گئی۔ اور اس سے اس کے ایک لڑکا ہوا۔ پر اس کام سے جسے داؤد نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔ (سموئیل ۲ ۱۱/۲۶-۲۷)

(۷) حضرت سلیمانؑ کے متعلق لکھا ہے کہ "اور سلیمان بادشاہ، فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے محبت کرنے لگ گیا۔ یہ اُن قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا۔ اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں۔ کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کریں گی۔ سلیمان ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا۔۔۔ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اُس کے دل کو غیر

معبودوں کی طرف مائل کر لیا، اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا۔ جیسا کہ اس کے باپ داؤد کا دل تھا۔ کیونکہ سلیمان صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمونیوں کے نفرتی ملکوم کی پیروی کرنے لگا۔ اور سلیمان نے خداوند کے آگے بدی کی اور وہ خداوند کے آگے پوری پوری نہ چلا"۔ (سلاطین ۱۱: ۴-۶)

غرضیکہ دنیا کی رہنمائی اور رشد و ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ان فرستادوں کے متعلق عیسائی مذاہب دنیا کے سامنے جو تصور اور تعلیم پیش کرتا ہے اس کے بالمقابل اسلام جو تعلیم ان مامورین و مرسلین کے متعلق دیتا ہے اس کے چند نمونے بھی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت آدمؑ کے متعلق فرمایا۔
اِنّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ (۳۱ : ۲) یعنی میں زمین میں (آدمؑ کو) اپنا نمائندہ بنانے والا ہوں۔ یعنی آپ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کے ایک نمائندہ تھے۔

(ب) ولقد عھدنا الی آدم من قبلُ فنسی ولم نجد لہ عزمًا (۲۰ : ۱۱۶) ہم نے حضرت آدم کو ایک امر کی تاکید فرمائی تھی مگر وہ بھول گئے اور ہمیں خوب علم ہے کہ اس کے دل میں ہمارا حکم توڑنے کے متعلق کوئی پختہ ارادہ اور عزم نہیں تھا۔ اس آیۃ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت آدمؑ پر کئے جانے والے گنہگار ہونے کے الزام کی نہایت وضاحت سے تردید فرمائی ہے۔

(۲) حضرت نوحؑ کے متعلق فرمایا:۔
اِنّ اللّٰہَ اصطفٰی آدم ونوحًا وآلَ ابراھیمَ وآلَ عمرانَ علی العالمین (۳ : ۳۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوحؑ کو اور ابراہیم و عمران کے خاندانوں کو اُن کے زمانہ میں تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔

اس آیت کے ذریعہ خدا نے صاف اور واضح رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ اس نے حضرت نوحؑ کو ان کے اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ وہ شخص جو بائیبل کی رو سے شرابی ہو اور شراب کے نشہ میں برہنہ ہو گیا ہو وہ کیونکر تمام لوگوں پر افضل ٹھہرایا جا سکتا ہے؟

(۳) حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا کہ:۔
واذکر فی الکتاب ابراھیم انّہ کان صدیقًا نبیًّا (۴۲ : ۱۹) یعنی تو قرآن کریم میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کر (کیونکہ آپ کے صحیح حالات صرف قرآن کریم میں ہی درج ہیں) وہ یقیناً بڑے راستباز اور خدا کے پیغمبر تھے۔

اس آیۃ میں خدا نے حضرت ابراہیم کے سچے اور صادق القول اور راستباز ہونے کی تصدیق فرمائی ہے حالانکہ ان کے متعلق بائیبل کی تعلیم یہ ہے کہ نعوذ باللہ اُنہوں نے نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ اپنی بیوی کو جھوٹ بولنے کی ترغیب بھی فرمائی تھی۔

(۴) حضرت لوطؑ کے متعلق فرمایا۔
(الف) وَاِنّ لوطًا لمن المرسلین اذ نجّینٰہ واھلہٗ اجمعین (۱۳۴-۱۳۵ : ۳۷) یقیناً حضرت لوط خدا کے مامور و مرسل تھے اور خدا نے اُنہیں اور اُن کے اہل و عیال کو نجات دی تھی۔

(ب) قال یٰقوم ھٰؤلاء بناتی ھُنّ اطھر لکم (۷۹ - ۱۱)
یعنی حضرت لوط نے کہا اے میری قوم! یہ میری بیٹیاں جو تمہارے گھروں میں بیاہی ہوئی ہیں وہ تمہارے پاس نہایت اعلیٰ ضمانت ہیں جن میں کوئی خطرہ یا نقص نہیں)

ان ہر دو آیتوں میں خدا تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام خدا کے ایک فرستادہ تھے اور ان کی بیٹیاں پاک دل اور پاک خیالات کی مالک تھیں۔ ان آیتوں نے بائیبل کے اس شرمناک اتہام کا منہ توڑ جواب دیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت لوطؑ کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی تھیں اور اس کے نتیجہ میں ان کو حمل ٹھہر گیا تھا۔

(۵) حضرت اسحٰق علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔
وبارکنا علیہ وعلٰی اسحٰق (۳۷ : ۱۱۴) ہم نے حضرت ابراہیم و حضرت اسحٰق پر برکتیں نازل فرمائیں۔

عجیب بات ہے کہ بائیبل نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰقؑ پر ایک ہی قسم کا یعنی جھوٹ بولنے اور بلوانے کا الزام لگایا تھا اور قرآن کریم ان دونوں پر برکتیں نازل ہونے کا ارشاد فرماتا ہے۔ کیا نعوذ باللہ جھوٹوں پر بھی خدا کی برکتیں نازل ہوا کرتی ہیں؟

(۶) حضرت داؤدؑ کے متعلق فرمایا کہ
یا داؤد انّا جعلنٰک خلیفۃً فی الارض (۲۷ : ۳۸) یعنی اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں اپنا خلیفہ یعنی نمائندہ بنایا ہے۔

(ب) ولقد آتینا داؤد وسلیمان علمًا وقالا الحمد للّٰہ الذی فضّلنا علٰی کثیرٍ من عبادہ المؤمنین (۱۶ : ۲۷) یعنی ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور دونوں نے کہا اللہ ہی سب تعریفوں کا مالک ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت دی۔

(ج) ولقد آتینا داؤد منّا فضلًا (۳۴ : ۱۱) ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا تھا۔

ان آیتوں میں حضرت داؤد کو خدا کی طرف سے اور فضیلت یافتہ قرار دیا گیا ہے۔

ذرا سوچئے کہ ایک شخص جسے خدا تعالیٰ خود تعلیم عطا فرمائے اور اپنے انعام و اکرام کا وارث بنائے۔ کیا اس کے متعلق کوئی تصور بھی کر سکتا ہے کہ اس نے اتنے بڑے اور شرمناک گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس کا آپ لوگ ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں؟

(۷) حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا ہے کہ
(الف) ففھّمنٰھا سلیمان وکلًّا آتینا حکمًا وعلمًا (۸۰ : ۲۱) ہم نے حضرت سلیمان کو فہم و فراست اور حکم و علم عطا فرمایا۔

(ب) واُوتینا من کل شیءٍ انّ ھٰذا لھو الفضل المبین (۱۷ : ۲۷) (حضرت سلیمان نے کہا کہ) ہر ضروری چیز کی تعلیم ہم کو دی گئی ہے۔ یہ کھلا کھلا فضل ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا کیا گیا ہے۔

(ج) ووھبنا لداؤد سلیمان۔ نعم العبد انّہٗ اوّاب (۳۱ : ۳۸) ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا اور وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا اور خدا کی طرف بہت ہی جھکنے والا تھا۔

(د) وانّ لہٗ عندنا لزلفٰی وحسن مآب۔ اور حضرت سلیمان کو ہمارے نزدیک بہت قرب حاصل ہے اور ہمارے پاس اُن کا بہت ہی اچھا ٹھکانہ ہے

(ہ) ما کفر سلیمانُ ولٰکنّ الشیاطین کفروا۔ حضرت سلیمانؑ نے کبھی بھی کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ آپ کی حکومت میں پائے جانے والے باغی اور سرکش لوگوں نے کفر کیا تھا۔

ان تمام آیتوں سے عیاں ہے کہ حضرت سلیمان کے متعلق اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علم، فراست اور ہر ضروری چیز کی فراوانی عطا فرمائی اور اپنی قرابت سے نوازا اور حسن مآب کا وارث ٹھہرایا اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا تعالیٰ کا بہت ہی پاک اور نیک بندہ تھا اور اس کی طرف بہت جھکنے والا عبادت گزار تھا اور کفر کا شائبہ تک اس میں نہیں پایا جاتا تھا وغیرہ

لیکن اس کے بالمقابل بائیبل اس عظیم انسان کے متعلق جو تصور پیش کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نعوذ باللہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے عشق کرنے والے اور اُن کی محبت کا دم بھرنے والے تھے۔ اور ان مشرک بیویوں نے آپ کو بڑھاپے میں غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا تھا۔ اور اس طرح خداوند کے آگے بدی کی تھی اور خدا کی کامل اطاعت نہیں کی تھی وغیرہ وغیرہ

بائیبل نے اور بھی بیسیوں اور پیغمبروں پر اس قسم کی تہمتیں لگائی تھیں یعنی حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ پر حتی کہ حضرت مسیح ناصری جن کو معصوم عن الخطا ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے پر بھی مختلف قسم کے الزامات عائد کئے ہیں یعنی حضرت مسیح ناصری کی فاحشہ عورت کے پاس آمد و رفت تھی وہ مسیح کے سر پر اپنا عطر ڈالا کرتی تھی وغیرہ

لیکن قرآن مجید نے ان تمام الزامات و اتہامات کی تردید فرمائی ہے اور تمام انبیاء و مامورین من اللہ کو معصوم عن الخطا ثابت فرمایا ہے۔

غرضیکہ مذاہب اسلام اور عیسائیت خدا کے مامورین و مرسلین کے متعلق جو تصور اور نظریہ پیش کرتے ہیں ان میں زمین و آسمان کا بُعد پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے نہ آدم علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا تھا نہ نوحؑ شرابی تھے نہ ابراہیم و اسحٰق نے کبھی جھوٹ بولا تھا نہ لوطؑ سے کوئی غفلت سرزد ہوئی تھی اور نہ اُن کی پاکباز لڑکیوں سے کوئی شرمناک گناہ واقع ہوا تھا۔ نہ داؤدؑ سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوا تھا۔ اور نہ اُنہوں نے کسی کی بیوی ناحق چھینی تھی نہ سلیمان مشرک عورتوں کی محبت میں سرشار ہوئے اور شرک کی طرف مائل ہوئے تھے۔

یہ تمام ایسے جھوٹے افسانے ہیں جو حضرت مسیح ناصری کی خدائی ثابت کرنے کے لئے گھڑ لئے گئے تھے۔ یہ تمام فرستادے معصوم عن الخطا تھے وہ سچائی کا زندہ نمونہ اور دنیا کی جیتی جاگتی تصویر اور صفاتِ الٰہیہ کے مظہر تھے۔ درحقیقت خدا تعالیٰ کے یہ مامور ایک آئینہ ہیں جس میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور قدوسیت کا عکس نظر آتا ہے۔

بالآخر میں نہایت ادب سے ربانی صحیفہ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا اُنہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو اگر تم میں راستی کی رُوح ہے تو میری اس دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو۔"

"دُنیا میں آج تک کون سا سلسلہ ہُوا ہے جو خواہ دنیوی حیثیت سے ہو یا دینی سے بغیر مال چل سکا ہے۔ دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے پس کس قدر بخیل اور ممسک ہے وہ شخص جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز مثل چند پیسے خرچ نہیں کر سکتا پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو۔ اور ہر ایک بھائی کو چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقع پھر ہاتھ آنے کا نہیں۔"

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اُس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اُس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت نہیں بجا لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

سیدنا حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ جات میں نہ صرف سو فیصدی وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے لئے مؤثر کارروائی کر کے سہ ماہی اول کی کمی کو پورا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کے ساتھ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

(بقیہ صفحہ ۱) آپ کو اور آپ کے ادارے کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اسلام اور عیسائیت کی ان تعلیمات کا گہرا مطالعہ اور موازنہ کر کے دیکھیں جس کے نتیجہ میں صاف اور واضح رنگ میں اس بات کا انکشاف ہو جائے گا کہ مذہب اسلام مامورین و مرسلین کے متعلق جو تعلیم پیش کرتا ہے وہی درست اور صحیح ہے جس سے انبیاء کی عفت و عصمت اور اُن کی عزت و احترام قائم رہتا ہے۔

ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظلّ دیں پناہ
ہر رسولے بود باغ مثمرے

خاکسار:۔

محمد عمر انچارج احمدیہ مسلم مشن

احمدیہ جوبلی ہال۔ افضل گنج

حیدر آباد

۲۰/۱۰/۶۶

درخواست دعا

کچھ عرصہ سے خاکسارہ کے پاؤں میں ایک قسم کا شدید درد پیدا ہو کر سخت تکلیف دے رہا ہے۔ اور عاجزہ گھریلو کام احسن طور پر نہیں کر سکتی۔

احباب کرام اور درویشان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے شفا کاملہ عطا کرے۔ فقط

عاجزہ حلیمہ بی بی احمدی اہلیہ
عبدالستار خاں سیکرٹری لجنہ
اماء اللہ پینکال (اڑیسہ)
۲۵/۹/۶۶

وصایا

نوٹ:۔ وصیتیں منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۵۱۳ ۔ میں ایم ابراہیم کٹی ولد حسن صاحب قوم احمدی پیشہ زراعت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چینگاڈی ڈاک خانہ خاص ضلع کنانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے:۔

۱۔ زمین زرعی جس میں ناریل کا باغ ہے اور جس کا رقبہ ۲۰ سینٹ ہے۔ اس کی موجودہ قیمت ۱۰۰۰/- روپیہ ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں علاوہ ازیں مجھے اس زرعی زمین اور دوسری زمین میں سے سالانہ ۹۰/- روپے ماہانہ آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد یا آئندہ جو بھی آمد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ایم ابراہیم کٹی موصی۔ گواہ شد عبدالسلام مالاباری ولد مولوی محی الدین صاحب مرحوم ساکن چینگاڈی (کیرالہ) گواہ شد ایس۔ وی قمرالدین صاحب صدر جماعت احمدیہ چینگاڈی کیرالہ۔

وصیت نمبر ۱۳۵۵۵ ۔ میں عبدالکریم ولد ندیم اللہ صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن رائچور ضلع گلبرگہ صوبہ میسور سٹیٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) میرا ایک لیتھو پرنٹنگ پریس بنام رائل پرنٹنگ پریس ہے جس کی موجودہ قیمت ۶۰۰۰/- روپے ہے۔ لیکن میں اس وقت ۱۰۰۰/- روپے کا مقروض بھی ہوں۔ میں اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مجھے پریس کے کام سے مبلغ یکصد روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اپنی موجودہ آئندہ آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد عبدالکریم۔ گواہ شد۔ سید بشیرالدین ولد محمد عثمان صاحب یادگیر۔ گواہ شد سید محمد الیاس ولد حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر۔

وصیت نمبر ۱۳۶۳۷ ۔ میں امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ زوجہ محمد نسیم احمدی لائن انسپکٹر قوم صدیقی پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیض آباد ڈاکخانہ خاص ضلع فیض آباد صوبہ یوپی، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری مندرجہ ذیل جائداد ہے:۔

زیورات: طلائی ہار ۳ عدد ۲½ تولے قیمت ۵۴۰/- روپے (۲) کڑے طلائی چار عدد ۲¾ تولے قیمتی ۵۲۰/- روپے (۳) کان کا رنگ ایک عدد ¾ ا تولہ قیمتی ۱۳۵/- روپے (۴) مانگ ٹکہ ایک عدد ۶ آنہ بھر قیمتی ۹۰/- روپے (۵) انگوٹھی طلائی ایک عدد ۲۔ آنہ بھر قیمتی ۳۵/- روپیہ (۶) انگوٹھی رولڈ گولڈ ۲۸/- روپے (۷) گھڑی لیڈیز ایک عدد ۱۵۰/- روپے (۸) مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۰/- روپے میزان ۳۴۹۸/- روپے۔ (نوٹ) میں امۃ الحفیظ بیگم پیدائشی احمدی زوجہ محمد نسیم احمدی بتاریخ ۱۱/۶/۶۴ خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی خوشی سے مندرجہ بالا جائداد جس کا ذکر اوپر کر دیا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے آئندہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور دو روپیہ ماہوار گھر کے خرچ سے بہشتی مقبرہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ خدا تعالیٰ میری اس وصیت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ سو اسے اس جائداد کے جس کا حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کر جاؤں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہا:۔ امۃ الحفیظ

گواہ شد:۔
محمد رفیع اللہ رفیع میڈیکل ہال
فیض آباد۔ (یو۔ پی)

گواہ شد:۔
محمد نسیم احمدی لائن انسپکٹر
مقام گنج فرخ آباد (یو۔ پی)

خبریں!

دہلی یکم نومبر۔ آج سے پنجاب کی نئی حد بندی نے عملی شکل اختیار کر لی ہے اس حد بندی نے ملک کے پیشتر صوبے پردیش ہریانہ پرانت کو جنم دیا ہے اور ہماچل کو پنجاب کے متعدد پہاڑی علاقے دیدیئے ہیں۔ اب تینوں پردیشوں میں جو علاقے شامل ہوں گے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(۱) پنجاب۔ امرتسر۔ جالندھر۔ کپورتھلہ۔ فیروزپور۔ لدھیانہ۔ پٹیالہ اور بھٹنڈہ کے سالم اضلاع سنگرور۔ گورداسپور اور ہوشیارپور کے اضلاع ماسوائے ان علاقوں کے جو ہریانہ یا ہماچل میں شامل کئے گئے ہیں ضلع انبالہ کے بٹوارہ کے بعد روپڑ کا نیا ضلع قائم کیا گیا ہے۔ چنڈی گڑھ کو مرکزی علاقہ بنا دیا گیا ہے۔ اور اب یہ پنجاب اور ہریانہ دونوں کی مشترکہ راجدھانی ہوگا۔

(۲) ہریانہ پرانت۔ حصار۔ روہتک۔ گوڑگاؤں۔ کرنال اور مہندرگڑھ کے سالم اضلاع دیس۔ سنگرور ضلع کی دو تحصیلیں نروانہ اور جیند (۳) انبالہ ضلع کی انبالہ۔ جگادھری اور نارائن گڑھ تحصیلیں (۴) کھرڑ تحصیل کا پنجور علاقہ نوگڑھی علاقہ نیز منی ماجرہ تانوگوئی علقہ کے متعدد علاقے۔

(۳) ہماچل پردیش میں منڈی۔ بلاسپور چمبہ مہاسو۔ سرمور اور کنور کے چھ اضلاع پہلے سے موجود تھے اب ان میں پنجاب کے حسب ذیل پہاڑی علاقے شامل کئے گئے ہیں۔ لاہول سپیتی کلو کانگڑہ اور شملہ کے سالم اضلاع۔ پٹھانکوٹ تحصیل کے دھار کلاں قانونگوئی علقہ بکلوہ نمران اور ڈلہوزی۔ ضلع انبالہ کی نالہ گڑھ تحصیل ضلع ہوشیارپور کی اونا تحصیل کے متعدد علاقے۔

نئی دہلی ۳۰ اکتوبر۔ پنجاب کے مکھیہ منتری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے آج اپنی وزارت مکمل کر لی۔ پنجاب وزارت میں ۲۱ وزیر اور دو پارلیمنٹری سیکرٹری ہوں گے۔ ۲۱ وزیروں میں گیارہ وزیر ۵ راجیہ منتری ۵ ڈپٹی وزیر شامل ہیں۔ وزیروں کے نام یہ ہیں (۱) گیانی گورمکھ سنگھ مسافر (۲) سنتری برش بھان (۳) میجر ہربندر سنگھ (۴) گیان سنگھ راڑے والا (۵) سردار دربارہ سنگھ (۶) پنڈت موہن لال (۷) پربودھ چندر (۸) سردار پریم سنگھ (۹) سردار رنجیت سنگھ طالب (۱۰) پرویسر یشونت رائے (۱۱) شری درگا داس کھنہ۔

نئی دہلی ۳۰ اکتوبر۔ راشٹرپتی نے پنجاب اور ہریانہ کے صوبوں کے افتتاح کے موقعہ پر آل انڈیا ریڈیو سے ایک پیغام نشر کیا ہے جس میں کہا ہے کہ کل سے پنجاب تنظیم نو ایکٹ نافذ ہو جائے گا جس کے تحت پنجاب لسانی صوبہ (پنجابی) ہو جائے گا۔ پہاڑی علاقے ہماچل پردیش کے ملحقہ صوبہ میں شامل کر دیئے جائیں گے اور باقیماندہ غالب طور پر ہندی بولنے والا علاقہ ہریانہ کا نیا صوبہ بن جائے گا اس طرح پنجاب اور ہریانہ زیادہ جامع یونٹ بن جائیں گے جن کے سرکاری تعلیمی اور ثقافتی ادارے اپنے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے زیادہ قابل بن جائیں گے اور ان کی شخصیت وتمدن کی عکاسی کریں گے تاہم متعدد ایسی کڑیاں موجود رہیں گی جو نئے صوبوں کا ایک دوسرے سے تعلق ورابطہ قائم رکھیں گی وہ کئی طرح سے ایک دوسرے پر انحصار رکھیں گی مثال کے طور پر سیلاب کی روک تھام اور آبپاشی وبجلی کے وسیع نظام جو خاص طور پر آزادی کے بعد سے وجود میں آئے ہیں کی قائمی کے معاملہ میں ان میں سے چند ایک جیسے الحیثیت میں گنجائش موجود ہے لیکن ان کی کامیابی کا انحصار اس باہمی اعتماد اور تعاون پر ہے جو وہ ایک دوسرے کو پیش کریں گی۔

حیدرآباد۔ ۳۱ اکتوبر۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے نئے وائس چانسلر کی تقرری کے خلاف یونیورسٹی ٹیچروں اور طلباء کی تحریک بدستور جاری رہی۔ آج بھی حیدرآباد اور سکندرآباد کے کالجوں اور عثمانیہ یونیورسٹی کے ٹیچروں اور طلباء نے ہڑتال رکھی۔ طلباء نے جلوس نکالے اور وہ جلوس کی شکل میں یونیورسٹی کی طرف جاتے رہے سکندرآباد اور حیدرآباد میں آج صبح ہی سے بس سروس بند کر دی گئی تھی۔ آج طلباء کی ہڑتال سکولوں تک بھی پھیل گئی۔ اور پرائمری سکولوں کے بچوں کو کسی امکانی گڑبڑ کے خطرہ کے پیش نظر ان کے گھروں کو بھیج دیا گیا تھا۔ جب طلباء سکولوں اور کالجوں سے باہر نکل آئے بہت سے علاقوں میں دکانیں بند ہو گئیں سکندرآباد میں طلباء نے ریلوے اسٹیشن کے احاطہ میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ تو پولیس نے اشک آور گیس کے گولے چھوڑ کر انہیں منتشر کر دیا کئی جگہوں پر طلباء نے بسیں روک لیں اور ڈرائیوروں اور کنڈکٹروں کو کہا کہ وہ انہیں یونیورسٹی تک چھوڑ کر آئیں۔ آندھرا پردیش کے علاقہ میں بھی طلباء کی گڑبڑ جاری ہے۔ وہاں طلباء فولاد کا پانچواں کارخانہ وشاکھاپٹنم میں لگانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

نئی دہلی ۳۱ اکتوبر۔ آج صبح دہلی انجینئرنگ کالج کے طلباء نے کشمیری گیٹ ایریا میں مظاہرہ کے دوران دہلی ٹرانسپورٹ کے دو ٹرکوں کو نذر آتش کر دیئے۔ طلباء نے اپنے پرنسپل مسٹر سین کے آفس فرنیچر کو بھی آگ لگا دی۔ جس کی برطرفی کے لئے وہ ایک ہفتہ سے ایجی ٹیشن کر رہے ہیں انجینئرنگ کالج کے طلباء نے بھی آج مکمل ہڑتال رکھی۔ کالج کی عمارت کے سامنے انجینئرنگ کالج کے ۵ طلباء نے غیر معین عرصہ کے لئے برت شروع کر رکھا ہے جس کا آج آٹھواں روز ہے۔ طلباء کی بڑی مانگ یہ ہے کہ کالج کے پرنسپل کو برطرف کر لیا جائے ان کی یہ بھی مانگ ہے کہ کالج میں کینٹین کے بہتر انتظامات کئے جائیں۔

تحریک وقف جدید میں جلد حصہ لیں!

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں دین کے لئے قربانیوں کے ساتھ ساتھ مالی قربانیوں کی تحریک فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگ اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے۔

اور تم اے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اپنی سعادت سمجھو اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہ کرو۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک وقف جدید کا خصوصیت سے ذکر فرماتے ہوئے اطفال الاحمدیہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ

"اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقف جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پر کر دو اور اس کمزوری کو دور کر دو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔

اے احمدیت کے عزیز بچو! اٹھو اور اپنے ماں باپ کے پیچھے پڑ جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمیں مفت میں ثواب مل رہا ہے آپ ہمیں اس سے کیوں محروم کر رہے ہیں آپ ہمیں ایک اٹھنی ماہوار دیں کہ ہم اس فوج میں شامل ہو جائیں۔"

پس میں جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جلد اس الٰہی تحریک میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیں اور اپنے وعدوں پر نظر ثانی فرما دیں اور جلد وعدے ارسال فرما دیں تا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں برائے دعا فہرست پیش کی جا سکے۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

لدھیانہ ۳۱ اکتوبر۔ ماسٹر تارا سنگھ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ پنجابی صوبہ ہماری جنگ کا پہلا مرحلہ ہے اور جب تک ہمیں ہوم لینڈ نہیں مل جاتا ہم جنگ جاری رکھیں گے۔ سنت اکالی دل نے پنجابی صوبہ کی تقاریب کا بائیکاٹ کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس نے پنجابی صوبہ کے قیام کے اعلان پر آتش بازی اور دیپ مالا کی تھی۔ مگر اب اس نے پنجابی صوبہ کی تقاریب کا بائیکاٹ کا اعلان کیا ہے۔ یہ دو باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔